ماہ صیام کی حقیقت اور اسکے فضائل و احکام

(از عبید اللہ مبارکپوری رحمانی)

تمام اہل بصیرت کا اس امر پر اتفاق ہے کہ اسلام جس طرح اپنے حلقہ بگوشوں اور پیرووں کی اخروی فلاح اور نجات کا ضامن ہے ٹھیک اسی طرح ان کی دنیوی سود و بہبود خیر و برکت ترقی و عروج کا کفیل ہے اور اخروی عزت و غلبہ کا پیغام ہونے کے ساتھ انکی بین الاقوامی عزت اور دنیوی ارتقار کا سرچشمہ ہے۔

(۱) وَمَنْ يَتَوَلَّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا فَاِنَّ حِزْبَ اللّٰهِ هُمُ الْغَالِبُوْنَ ٥

جو لوگ اللہ اور اس کے پیغمبر اور مسلمانوں سے موالات اور تعاون کرینگے وہ خدائی گروہ ہیں وہی غالب رہیں گے۔

(۲) وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْاَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِيْنَهُمُ الَّذِي ارْتَضٰى لَهُمْ وَلَيُبَدِّلَنَّهُمْ مِّنْ بَعْدِ خَوْفِهِمْ اَمْنًا يَعْبُدُوْنَنِيْ لَا يُشْرِكُوْنَ بِيْ شَيْئًا وَمَنْ كَفَرَ بَعْدَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفَاسِقُوْنَ ٥

اللہ کا تم میں سے نیک عمل مسلمانوں سے وعدہ ہے کہ وہ انکو زمین کی حکومت دیگا جسطرح اُن سے پہلی قوموں کو حکومت بخشی تھی اور ان کے ذریعہ ان کے پسندیدہ دین کو قوت و استحکام بخشیگا اور خوف کے بدلے ان کو امن و اطمینان عنایت کریگا (وجہ یہ ہے کہ) وہ میری پرستش کرینگے اور عبادت میں میرے ساتھ کسی کو شریک نہیں کرینگے اسکے بعد جو لوگ اس نعمت کا کفران کرینگے وہ فاسق سمجھے جائیں گے۔

(۳) لَا تَهِنُوْا وَلَا تَحْزَنُوْا وَاَنْتُمُ الْاَعْلَوْنَ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ٥

سست اور مغموم نہ ہو اگر تم ایمان پر جمے رہے تو تم ہی سربلند اور غالب رہو گے۔

(۴) وَلِلّٰهِ الْعِزَّةُ وَلِرَسُوْلِهٖ وَلٰكِنَّ الْمُنَافِقِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ ٥

محض اللہ اور اس کے پیغمبر (اور مسلمانوں) کیلئے عزت و غلبہ ہے لیکن منافق اس کو نہیں سمجھتے۔

مذکورہ بالا آیتوں کے علاوہ آپکو قرآن کریم میں بہتیری آیتیں ملیں گی جن میں اخروی انعامات کے سچے وعدوں کے ساتھ مسلمانوں کی اقتصادی معاشرتی اخلاقی عروج و ارتقار اور ان کے عزت و اقبال جاہ و جلال کا پرشکوہ وعدہ کیا گیا ہے تاریخ اسلام کے صفحات شاہد ہیں کہ یہ وعدہ پورا ہوا۔ امت اسلامی کا وہ دور سامنے رکھئے جب کہ قومیں اس کے افراد سے تھراتی تھیں تاج و تخت کے مالک ان سے لرزتے تھے ان کے نام سے بڑے بڑے مغرور اور سرکش دل کانپ اٹھتے تھے۔ جن کی حیرت انگیز قوت اور طاقت نے قیصر و کسریٰ کے تخت الٹ دیئے دنیا کی سلطنتوں کے نقشے بدل دیئے جن کا دور حکومت طریقہ حکمرانی آج بھی مہذب اور متمدن قوموں کیلئے اسوہ اور نمونہ ہے لیکن آج اسی جلیل القدر اور خیر الامم اسلامی قوم کا یہ حال ہے کہ اس کا وجود غیروں کیلئے باعث نفرت ہے وہ بے وزن

بے وقار ذلیل اور پست ہے ہلاکت کے طوفان تباہی کے غار اضطراب کے غیر مختتم فتنوں میں مبتلا ہے آج سے دو سو برس پہلے جو قومیں ذلیل و خوار کمزور اور پست وحشی اور غیر مہذب محکوم اور غلام تھیں ان کو انتہائی ذلیل سمجھتی ہیں ان کے کچلنے اور فنا کرنے کے درپے ہیں۔ اخلاق و آداب معاشرت تمدن غیرت اور حمیت اور دوسرے اسلامی فضائل اور مذہبی شعار مٹ جانے کے بعد اسلامی امت کا وجود نہ ہونیکے برابر ہے۔ طرابلس، فلسطین، روس افریقہ، چین، حبش، مصر، کے مسلمانوں کی زبوں حالی کس سے پوشیدہ ہے؟ دور کیوں جائیے خود ہندوستان کے مسلمانوں کی اقتصادی معاشرتی بدحالی۔ علمی پستی۔ مذہبی اور ایمانی کمزوری کا جائزہ لیجئے اور عبرت حاصل کیجئے ترکی آزاد اور خود مختار ہے لیکن وہاں بھی اسلامی معاشرت اور تمدن مذہبی اور ملی غیرت جوش ایمانی اور قوت عمل مفقود ہے اس نے یورپی تہذیب اور معاشرت میں غلو کو باعث نجات سمجھ لیا یورپ کی کورانہ تقلید کو ترقی اور اقبال کا کفیل خیال کر کے مذہبی شعائر کو خیرباد کہہ دیا۔ عورتوں کو انتہائی آزادی دیدی ان کو مردوں کے مساوی "حقوق" دیئے وہ "حقوق" جسے یورپ نے اپنے دماغ سے اختراع کیا تھا اور جس سے اب وہ خود نالاں اور پریشان ہے۔ مصر کے عام مسلمانوں نے ترکی کی عملی تائید کی بلکہ اس سے ایک قدم آگے ہی سمجھنا چاہیئے اور اب تو ایران نے بھی ترکی کی تقلید شروع کر دی ہے۔ ہندوستان بھی اس نیک مقصد میں ان ممالک سے پیچھے نہیں ہے۔ روشن خیال طبقہ کے مسلمان مردوں عورتوں کی مذہبی آزادی انگریزی تہذیب اور معاشرت سے شیفتگی۔ مشرقی تہذیب اور اسلامی شعائر سے نفرت کے واقعات ان لوگوں پر مخفی نہیں ہیں جو مردانہ زنانہ کالجوں مشن اسکولوں اور تعلیم یافتہ مسلمانوں کی مجلسوں اور سوسائیٹیوں سے تعلق رکھتے ہیں۔ مذہبی فرائض اور احکام اسلامی آداب اور شعائر کے ساتھ تمسخر اور استہزا ان کا معمولی مشغلہ ہے ان پر عمل کرنا اور ان کی حرمت و عزت کرنی تو بڑی بات ہے۔ ہمارے خیال میں فرائض اور واجبات سے نفرت اور بعد کا ایک سبب مذہب کے حقائق سے ناواقفیت اور لاعلمی بھی ہے جس کی ذمہ داری اور جوابدہی ان متورین پر نہیں ہے بلکہ مذہبی پیشوا اور واعظین پر ہے جو اسلام اور اس کے سہل اور صاف احکام کو ان متورین کے سامنے اصلی اور حقیقی صورت میں پیش نہیں کرتے۔ ان احکام کے اسرار و غوامض فلسفے اور حکمت نہیں بیان کرتے جسکا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ نئی روشنی والے ان فرائض و واجبات کو فضول اور عبث سمجھتے ہیں اور تضییع اوقات خیال کر کے مذاق اڑاتے ہیں۔ اس بے دینی اور الحاد لامذہبیت اور مادہ پرستی کے زمانہ میں مذہبی رہنماؤں کی ذمہ داریاں بہت بڑھ گئی ہیں مگر افسوس ان کو اس کا احساس ہی نہیں ہے ان کو اپنی جتھہ بندی کا فکر ہی سے فرصت ہی نہیں ملتی کہ وہ اسطرف توجہ کریں اُن کا اہم ترین فریضہ یہ ہونا چاہئے کہ الحاد و تزندق کے بڑھتے ہوئے سیلاب کو روکنے کی عملی سعی کریں۔ اپنے خطبوں اور تصنیفوں میں خصوصیت کے ساتھ دینی شعائر کے اسرار و علل حکم و محاسن بیان فرمائیں۔ صرف دوزخ سے ڈرانے اور بہشت کی خوشخبری سنانے پر کفایت نہ کریں بلکہ وہ فوائد اور خوبیاں شعائر اسلامی کی بتائیں جو اجتماعی اور معاشرتی زندگی کے ساتھ قائم اور وابستہ ہیں اسلامی تعلیمات اور شرعی حدود وغیرہ کو اس طرح پیش کریں کہ ان کو عقل سلیم اور روشن دماغ بلاتردد قبول کر لے مگر ساتھ ہی یہ

خیال رکھنا چاہیے کہ اس زمانے کے روشن خیال جاہل مفسرین قرآن اور مجتہدین کی طرح کسی اسلامی حکم کا ایسا فلسفہ بیان کرنے کی زحمت نہ اٹھائی جائے کہ وہ شرعی حکم روحانیت سے خالی ہوکر محض مادی رہ جائے جیسا کہ نماز کا فلسفہ اور حکمت بیان کرنے کے زعم میں اس کی مٹی ایسی خراب اور پلید کی جاتی ہے کہ وہ محض ڈنڈ اور اسلامی ورزش رہ جاتی ہے۔ نعوذ باللہ من ہذہ الجہالہ۔ پس اسی خیال کی بنا پر روزہ کی حکمت اور اس کے مختصر فضائل واحکام بیان کیے جاتے ہیں جس کے بعض حصے مقتبس ہیں۔

روزے کی حکمت اور فلسفہ دنیا میں طرح طرح کی یادگاریں قائم کی جاتی ہیں اور ان کو انتہائی اہتمام کے ساتھ منایا جاتا ہے مثلاً قومیں اور امتیں تخت نشینی اور تاجپوشی کو بہت اہم اور بڑی چیز سمجھکر اس کی یاد تازہ رکھنے کیلئے اس کی تذکار قائم کرتی ہیں اسی طرح کسی ملک کی فتح کو اور کسی قوم کی تسخیر کو بڑا واقعہ سمجھکر اس کی یاد میں خوشی کی جاتی ہے۔ کچھ دن ہوئے شاہ انگلستان کی سلور جوبلی سارے قلمرو میں بڑی دھوم سے منائی گئی۔ جس سے شہری اور دیہاتی جوان اور بوڑھے چھوٹے اور بڑے مرد اور عورت سب واقف ہیں عنقریب شاہ دکن خلد اللہ ملکہ کا جشن سیمین انتہائی خوشی غیر معمولی مسرت وشادمانی کے ساتھ منایا جائیگا اور ابھی ابھی مولانا حالی مرحوم کی صد سالہ برسی منائی جاچکی ہے غرضکہ مہذب اور متمدن دنیا نے بڑے بڑے اہم واقعات کی یاد زندہ رکھنے کے لئے ان کی یادگاریں قائم کیں جن کو نہایت شان وشوکت کے ساتھ انجام دیا جاتا ہے آیئے ہم بھی ٹٹولیں اور غور کریں کہ اسلام نے اپنے نام لیواؤں کو کونسی یادگار قائم کرنے کا حکم دیا ہے اور اس کی کیا صورت بتائی ہے۔

قرآن کریم نے ہمارے سامنے اگرچہ بہت سے نبیوں کی زندگیوں کو پیش کیا ہے لیکن حضرت ابراہیم علیہ السلام کی زندگی کے واقعات کو ایک خاص بزرگی اور شرف بخشا ہے قرآن کریم نے صاف کہدیا کہ اس کی دعوت ملت ابراہیمی کی تکمیل ہے۔ قُلْ اِنَّنِیْ ھَدٰانِیْ رَبِّیْٓ اِلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ دِیْنًا قِیَمًا مِّلَّةَ اِبْرٰھِیْمَ حَنِیْفًا ترجمہ "کہدے مجھکو میرے رب نے سیدھی راہ دکھائی ہے جو ٹھیک اور درست دین ہے یعنی ابراہیم کا دین جو سب کو چھوڑکر خدا کے ہورہے تھے"۔ اسی کامل مشابہت اور اتباع کے لئے قرآن کریم نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے واقعات زندگی اور ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات طیبہ کو دنیا کے لئے بطور اسوۂ حسنہ کے پیش کیا اور صرف انہی دونوں پیغمبروں کو یہ خاص عزت اور بزرگی حاصل ہوئی کہ ان کی پاک اور صاف زندگیوں کے لئے اسوۂ حسنہ کا لفظ استعمال کرکے دنیا کے سامنے ان کو بطور نمونہ پیش کیا۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے اہل وعیال کو وادی غیر ذی زرع یعنی بے آب وگیاہ میدان میں آباد کیا اللہ تعالیٰ نے ان سے ان کے پیارے لڑکے کی قربانی چاہی باپ نے بیٹے سے منشار الٰہی ذکر کیا وہ بلا تردد فوراً تیار ہوگیا اور دونوں نے اس قربانی کو پیش کیا انہی جنہے امتحانات اور واقعات کی طرف اشارہ فرمایا گیا۔ وَاِذِ ابْتَلٰٓی اِبْرٰھِیْمَ رَبُّهٗ بِكَلِمٰتٍ فَاَتَمَّهُنَّ قَالَ اِنِّیْ جَاعِلُكَ لِلنَّاسِ اِمَامًا۔ اللہ تعالیٰ کو اپنے دونوں مخلص

بندوں کی مخلصانہ طاعتیں ایسی پسند آئیں کہ اس موقعہ کے تمام افعال و اعمال کو ہمیشہ کیلئے قائم کردیا اور اس کی یاد زندہ رکھنے کیلئے حج فرض کردیا۔ وَلِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ إِلَيْهِ سَبِيلًا ۚ وَأَتِمُّوا الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ لِلّٰهِ ؕ چنانچہ جب حج کا موسم آتا ہے تو اکناف عالم سے لاکھوں لاکھوں پیروان ملت ابراہیمی اس وادی غیر ذی زرع میں پہنچ جاتے ہیں اور وہ سب کچھ کرتے ہیں جو آج سے کئی ہزار سال پہلے پروردگار عالم کے دو سچے اور مخلص بندوں نے کیا تھا گویا اسوۂ ابراہیمی کی یادگار حج کے ذریعہ قائم کی گئی۔ حضرت ابراہیم نے اپنے رب سے دعا فرمائی تھی کہ میری اولاد میں ایک ایسا پیغمبر بھیج جوان کو تیری آیتیں پڑھکر سنائے اور کتاب و حکمت کی تعلیم دے اور ظاہری و باطنی نجاستوں سے پاک کرے" اللہ تعالیٰ نے ان کی دعا قبول فرمائی چنانچہ ایک ایسے وقت میں کہ دنیا فسق و عصیان کی تاریکی میں مبتلا تھی تمام عالم پر باطل کا تسلط تھا توحید کا روشن چہرہ کفر و شرک کی ظلمت میں محجب تھا دنیا سے نیکیاں مفقود ہو چکی تھیں تمام زبردست اور متمدن قومیں جبروت خداوندی سے اعلان جنگ کر چکی تھیں عالم ارضی یکسر شب تاریک ہو رہی تھی **اسوۂ محمدی** کی تجلی ہوئی جس کا پہلا منظر وہ تھا جبکہ صاحب اسوہ مادیات عالم سے پاک اور ضروریات دنیاوی سے منزہ ہو کر کوہ فاران کے قدرتی اور غیر مصنوع تنگ و تاریک حجرے (غار حرا) میں عزلت نشین ہو گیا تھا اور بھوکا پیاسا کئی کئی راتیں خدا کی یاد میں بسر کرتا تھا تاآنکہ کوہ حرا کے اس مقدس گوشہ نشین کو ایک نور عطا ہوا جس نے تیرہ و تار غار کو روشن کردیا وہ نور، ہدایت و فرقان کا ایک تابندہ درخشندہ آفتاب تھا جس نے ظلمت و تاریکی کی جگہ روشنی پھیلادی اور تمام عالم کو اس کی شعاعوں نے روشن کردیا وہ نور عظیم جس نے عالم ارضی کو منور کردیا قرآن کریم تھا جس نے صدیوں کی بدیوں اور گمراہیوں کو دور کردیا باطل اور طاغوتی قوتوں کو شکست دیدی غافل دلوں کو بیدار اور ہوشیار کردیا کائنات ارضی کی تشنگی ہدایت کو سیراب کردیا۔ قَدْ جَاءَكُمْ مِنَ اللّٰهِ نُورٌ وَكِتَابٌ مُبِينٌ يَهْدِي بِهِ اللّٰهُ مَنِ اتَّبَعَ رِضْوَانَهُ سُبُلَ السَّلَامِ وَيُخْرِجُهُمْ مِنَ الظُّلُمَاتِ إِلَى النُّورِ بِإِذْنِهِ وَيَهْدِيهِمْ إِلَىٰ صِرَاطٍ مُسْتَقِيمٍ ؕ ترجمہ: بیشک تمہارے پاس خدا کی طرف سے ایک نور ہدایت اور روشن کتاب آچکی ہے جس کے ذریعہ اللہ پاک اپنی رضا کے طلبگاروں کو سلامتی کی راہیں دکھاتا ہے اور تاریکیوں سے نکالکر روشنی میں لاتا ہے اور ان کو سیدھی راہ دکھاتا ہے۔

انسانی سعادت کا یہ مبارک پیغام جس کی تبلیغ عزلت نشین حرا کے سپرد ہوئی خدا کا یہ روح پرور کلام جو ایک امی انسان کے منہ میں ڈالا گیا سب سے پہلے جس شب میں نازل ہوا وہ لیلۃ القدر تھی یعنی عزت و حرمت کی رات تھی۔ انا انزلناہ فی لیلۃ القدر وما ادراک ما لیلۃ القدر لیلۃ القدر خیر من الف شہر تنزل الملئکۃ والروح فیہا باذن ربہم من کل امر سلام ھی حتی مطلع الفجر ؕ اور یہ لیلۃ القدر جس مہینے میں آئی وہ رمضان المبارک کا مقدس مہینہ تھا جس میں خلاق عالم کا مقدس کلام بندوں کو پہنچنا شروع ہوا۔ جو ملتوں اور قوموں کی ہدایت اور یمن و سعادت کے ظہور کی یادگاری ہے۔ شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِي أُنْزِلَ فِيهِ الْقُرْآنُ هُدًى لِلنَّاسِ وَبَيِّنَاتٍ مِنَ الْهُدَىٰ وَالْفُرْقَانِ ؕ رمضان کا مہینہ وہ ہے جس میں قرآن اترا جو لوگوں کیلئے ہدایت نامہ ہے اور گمراہی حق و باطل کی تمیز کا کھلا نشان ہے۔

پس رمضان وہ مقدس مہینہ ہے جو خدا کی سب سے بڑی رحمت اور برکت اترنے کا ذریعہ بنا جس میں داعی اسلام حسب قوانین نبوت اس رحمت و برکت کے نزول کا بارگراں اٹھانے کیلئے لذائذ دنیوی سے مستغنی اور ضروریات مادی سے محترز اور مجتنب رہا پروردگار عالم کو اپنے محبوب اور مخلص بندے کی اس مہینہ میں یہی بندگی عزلت نشینی گرسنگی و تشنگی شب بیداری ایسی پسند آئی کہ دنیا میں اس کو بطور اسوۂ حسنہ ہمیشہ زندہ رکھا پس جس طرح خالق ارض و سمانے دین حنیفی کے پہلے داعی کے اعمال حیات کو حج فرض کرکے قائم و دائم رکھا بالکل اسی طرح اس دین قیم کے آخری داعی اور مکمل سلسلہ نبوت کے اسوہ کو بھی ہمیشہ زندہ رکھا آپ راتوں کو عبادت الٰہی میں مشغول رہتے تھے گھر چھوڑ کر تنہا ایک گوشہ میں عزلت نشین ہوتے تھے بھوکے پیاسے رہتے تھے۔ پس عاشقان رسول اور فدایان اسوۂ محمدی بھی رمضان کی راتوں میں قیام کرتے ہیں اور قرآن کی تلاوت اور سماع سے برکت اور رحمت طلب کرتے ہیں جو قرآن پاک کے نزول سے اس مہینہ کو حاصل ہوئی۔ شیفتگان سنت نبوی بھی اس مقدس ماہ میں اعتکاف کرنے کیلئے گھر چھوڑ کر مسجد میں خلوت گزیں ہوجاتے ہیں اس طرح ہر سال غار حرا کی یاد تازہ ہوجاتی ہے۔ مسلمانوں کو حکم دیا گیا کہ تم بھی بھوکے پیاسے رہو تاکہ تم کو بھی وہ برکتیں ملیں جو نزول قرآن کے بابرکت دنوں کیلئے مخصوص تھیں۔ خلاصہ یہ کہ ماہ رمضان نزول قرآن کی تذکار و یادگار ہے اور حامل قرآن علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کی اسوۂ حسنہ کی پیروی اور اتباع ہے جو آج تک قائم رہی اور ہمیشہ زندہ و قائم رہیگی۔

---

(۲) انسان میں دو قوتیں بہیمیہ اور ملکیہ ودیعت کی گئی ہیں اور یہ حقیقت ہے کہ قوت بہیمیہ کی شدت اور غلبہ قوت ملکیہ کے ظہور کو روک دیتی ہے پس قوت ملکیہ کے ظہور اور وجود کیلئے قوت بہیمیہ کا دبانا ضروری ہے اور یہ بھی ثابت شدہ امر ہے کہ قوت بہیمیہ کی شدت اور غلبہ کا سبب کھانا پینا اور لذائذ شہوانی و مادی میں انہماک ہے پس قوت بہیمیہ کو شکست دینے اور مغلوب کرنے کیلئے ضروری ہے کہ ان اسباب کو کم کیا جائے اسی لئے وہ تمام قومیں جو انسان میں ملکوتی حالت کے حصول اور ظہور کو پسند کرتی ہیں اختلاف مذاہب و اکنہ کے باوجود قوت بہیمیہ کی شدت و غلبہ کے وسائل و ذرائع کم کرنے پر متفق ہیں ونیز انسان کا اصلی مقصد یہ ہے کہ قوت بہیمیہ قوت ملکیہ کی اس طرح تابع اور مطیع ہوجائے کہ اس کے ہر اشارہ پر لبیک کہے اس کے رنگ میں رنگ جائے اور قوت ملکیہ اس پر اسکا برا اثر اور رنگ نہ چڑھنے دے مکروہ اور ناپسند گھٹیا نقوش اور بری صورتیں ظاہر ہونے سے روک دے جسکی سبیل محض ایک ہے کہ قوت ملکیہ اس کے ساتھ سخاوت کرے اپنا اثر فعل۔ عمل، صفت اسیر القاکر کے قوت بہیمیہ سے اس کی تعمیل کرائے اور قوت بہیمیہ بغیر تردد و انکار کے اسکو بجالائے اور ایسا ہی بار بار کرے تاآنکہ قوت بہیمیہ اس کی عادی ہوجائے اور ظاہر ہے کہ یہ صفات آثار عمل جن کے قبول کرنے پر قوت بہیمیہ کو مجبور کیا گیا ہے قوت ملکیہ کے خواص اور مرغوبات سے ہیں جن سے قوت بہیمیہ کو انتہائی بعد اور نفرت ہے یا بالفاظ دیگر وہ صفات اعمال آثار قوت بہیمیہ کی مقتضیات اور لذائذ شہوانی کے ترک و احتراز کی نوع سے ہے اور قوت ملکیہ کے آثار و صفات کا ظہور یعنی قوت بہیمیہ کے مقتضیات و مطلوبات اکل و شرب اور لذائذ دنیوی کا چھوڑ دینا ہی صوم ہے خلاصہ یہ کہ روزہ ملکوتی حالت کے ظہور کا نام ہے روزہ دار کا بدن انسانی ہوتا ہے لیکن اس کی

روح فرشتوں کی زندگی گذارتی ہے جو کھانے پینے اور دیگر لذائذ مادی اور ضروریات دنیوی سے پاک ہیں جن کی زندگی کا مقصد محض احکام خداوندی کی تعمیل اور بجا آوری ہے اسی لئے روزہ دار بھی کھانا پینا چھوڑ دیتا ہے دنیوی ضروریات شہوانی لذائذ سے حسب قدرت الگ رہنے کی کوشش کرتا ہے کسی کی غیبت نہیں کرتا کسی کو برا نہیں کہتا کسی سے لڑائی جھگڑا نہیں کرتا برائی کا بدلہ نیکی کے ساتھ دیتا ہے۔

---

(۳) دنیا جانتی ہے کہ شکم پر رہنے کی حالت میں انسان کی عقل اس کا ذہن اس کی طبیعت اس کا دل اور دماغ وہ علمی اور ذہنی کام انجام نہیں دے سکتے جو معدہ خالی ہونے کی صورت میں کرسکتے ہیں وہ شخص جس کا شکم خالی ہو حکمت آفرینی غور و فکر تامل و تدبر معرفت الٰہی نکتہ رسی سے زیادہ بہرہ ور ہوتا ہے پس روزہ انسان کے دماغ کو جلا عقل کو روشنی طبیعت کو تازگی دل کو قوت پہنچانے کا بہترین ذریعہ ہے۔

---

(۴) انسان کا معدہ ایک چکی کی طرح ہے اگر چکی سے برابر کام لیتے رہیں یہاں تک کہ گھس کر بالکل چکنی ہوجائے تو وہ اپنا کام اچھی طرح نہیں کرسکتی تاوقتیکہ چھینی سے اس کے اندر دندانے بنا کر پیسنے کے قابل نہ بنادی جائے یا اس مسافر کی طرح ہے جو منزل مقصود تک پہنچنے کیلئے تیزی سے مسافت طے کررہا ہو اگر یہ مسافر رات دن لگاتار یکساں چلتا رہے تو یقیناً درماندہ اور عاجز ہوکر ہمت ہار جائیگا اور منزل مقصود تک نہیں پہنچ سکیگا بس اسی طرح اگر معدہ سے ہمیشہ یکساں کام لیتے رہیں اور کبھی آرام کرنے کا موقع نہ دیں کہ تازہ دم ہوکر اچھی طرح اپنا کام کرلے تو یقیناً کچھ مدت کے بعد اپنی اصلی حالت پر نہیں رہیگا اور غذا کو اس طرح نہیں ہضم کریگا کہ وہ جزو بدن بنے نتیجہ یہ ہوگا کہ صحت خراب اور برباد ہوجائیگی یہی وجہ ہے کہ شکم کی بیماریوں کے علاوہ دوسرے امراض میں بھی فاقہ بعض دفعہ دوا سے بڑھکر فائدہ اور نفع پہنچاتا ہے پس ضرور ہے کہ صحت انسانی قائم رکھنے کیلئے اور بدن کو تازگی اور چستی پہنچانے کیلئے سال میں کچھ دن اس طرح گذارے جائیں کہ معدہ آرام کرلے اور تازہ دم ہوجائے اسی لئے تمام اطبا اور ڈاکٹر روزہ کو صحت انسانی کی بقا کا بہترین ذریعہ سمجھتے ہوئے اس اسلامی فریضہ کو نہایت اچھی چیز سمجھتے ہیں۔

---

(۵) یہ واقعہ ہے کہ نفس امارہ انسانی عقل پر مسلط اور حاکم اور عقل محکوم و مغلوب ہے پس روزہ دار کا اپنے خالق اور مالک کی اطاعت میں اپنے کو دنیوی لذتوں سے باز رکھنا اس امر کی روشن دلیل ہے کہ اس کی عقل نفس امارہ پر غالب اور مسلط ہوگئی ایسی حالت میں نفس امارہ اس بات سے مایوس اور ناامید ہوجائیگا کہ عقل ان محرمات شرعیہ میں جو سراسر باعث ضرر و نقصان ہیں نفس امارہ کے اشارہ اور حکم پر ہے اور اچھی طرح سمجھ جائیگا کہ جب روزہ دار کی عقل پر میں غالب نہ ہوسکا یعنی جب اس نے اپنی ذاتی مفید اور نفع بخش کھانے پینے کی چیزوں کو بھی ترک کردیا اور اپنی بیوی کی صحبت و مباشرت سے بھی مجتنب و محترز رہا جس میں نہ تو کوئی شرعی نقصان نہ دنیاوی تو یہ کیونکر ہوسکتا ہے کہ اس کی عقل غیر کے کھانے پینے

کی اشیا کی طرف اس کی رضا کے بغیر لپکے اور اس ظلم و عدوان مکروہ اور قبیح کام میں میری اطاعت کرے یا وہ صاحب عقل شراب کیونکر پی سکتا ہے جو عقل کو زائل کرنے کے ساتھ انسانی شرافت قدر و منزلت کو نقصان پہنچاتی ہے یا وہ صاحب عقل کسی دوسرے کی بہو بیٹی بیوی پر بری نگاہ کس طرح ڈال سکتا ہے جس میں بیسیوں مفاسد ہیں اسی لئے فرمایا گیا الصِّیَامُ جُنَّۃٌ یعنی روزہ برائیوں سے بچانے کا ذریعہ ہے۔ پھر اگر پیروان رسول کی اس حالت اور اس نقشہ پر جب وہ رمضان میں آفتاب غروب ہونے سے پہلے روزہ افطار کرنے کی انتظار میں بیٹھتے ہیں اور ان کے سامنے انواع و اقسام کے لذیذ اور عمدہ کھانے بہتر سے بہتر پینے کی چیزیں چنی ہوئی ہوتی ہیں جن کی طرف ان کی پر شوق نگاہیں لگی ہوئی رہتی ہیں اور باوجود اس کے کسی کو اس بات کا خیال اور تصور بھی نہیں ہوتا کہ وہ ایک لقمہ یا پانی اور شربت کا ایک قطرہ غروب آفتاب سے پہلے منہ میں ڈال لے غور کیا جائے تو اقرار کرنا پڑیگا کہ ان روزہ داروں سے بڑھکر اپنے رسول کی اطاعت اور فرمانبرداری میں نفس امارہ کو قابو میں رکھنے والا کوئی بھی نہیں ہوگا یہیں سے ایک دوسری بات بھی واضح ہوگئی کہ جو مرد بدبختی اور شقاوت کے باعث شہوت پرستی اور لذت اندوزی کی حرص میں روزہ نہ رکھتا ہو حزم و عزم جیسی اعلیٰ اور بلند صفات کے ساتھ موصوف کئے جانے کا اہل اور مستحق نہیں ہے بلکہ اس کو ضعیف العقل پست ہمت پیٹ کا بندہ خواہش کا غلام کہا جائیگا بلکہ سمجھنا چاہیے کہ ایک روزہ رکھنے والی عورت غیر روزہ دار مرد سے عقل و ہمت عزم و حزم شہادت میں بڑھی ہوئی ہے۔

---

(۶) روزہ کی وجہ سے امرا اور ذی مقدرت لوگوں کے دلوں میں فقیروں مسکینوں محتاجوں یتیموں بیواؤں اپاہجوں کے کے ساتھ سلوک اور اچھا برتاؤ کرنیکا جذبہ پیدا ہوتا ہے۔ روزہ دار جب بھوک پیاس کی تکلیف اور کرب محسوس کرتا ہے اور محض ایک وقت کھانا نہ کھانے کی وجہ سے بیحد کمزور اور پریشان ہوجاتا ہے تو اس کو اپنے ان ہم جنسوں کی فاقہ کشی اور گرسنگی کا خیال آتا ہے جو کئی کئی دن فاقہ کرکے گذار دیتے ہیں جن کے گھروں میں کئی کئی دن تک آگ نہیں جلتی جو ایک ایک ٹکڑے کیلئے دربدر مارے پھرتے ہیں وہ ان پر ترس کھاتا ہے۔ اس کا دل نرم ہوجاتا ہے احسان اور سلوک کرنیکی زبردست خواہش پیدا ہوتی ہے ایک وہ شخص جو عیش و عشرت کا دلدادہ ناز و نعم کا پروردہ ہو اگر کبھی روزہ نہ رکھے تو عمر بھر اسکو بھوک پیاس کی تکلیف کا احساس نہیں ہوگا وہ نہیں سمجھ سکتا کہ بھوک اور پیاس کیا بلا ہے ایسی صورت میں اگر اس کے سامنے کوئی بھوکا پیاسا فاقہ کش شخص دست سوال دراز کرے اور بھوک پیاس کی تکلیف ظاہر کرکے امداد کا طلبگار ہو تو اس مالدار پر اس کا ذرہ برابر اثر نہیں ہوگا جس نے کبھی اس تکلیف کو خواب میں بھی نہیں محسوس کیا پس اس کے دل میں اس بھوکے انسان کے ساتھ سلوک اور ہمدردی کا جذبہ نہیں پیدا ہوسکتا معلوم ہوا کہ روزہ محتاجوں اور مسکینوں کے ساتھ احسان کرنے کا بہترین معلم اور باعث ہے

---

(۷) بہتیرے ایسے لوگ ہوتے ہیں جنکو جماع اور مباشرت کی پوری قوت ہوتی ہے حتیٰ کہ بیوی نہ ہونے کی صورت میں

حرامکاری کے ارتکاب کا خوف ہوتا ہے مگر وہ غریب ہونے کی وجہ سے نکاح کرنے کی صورت میں عورت کے مہر اور نان نفقہ کے متحمل نہیں ہو سکتے اسلئے نکاح کر کے حلال صحبت کرنے سے مجبور ہوتے ہیں۔ ایسے لوگوں کے لئے شہوت اور خواہش مباشرت دبانے اور کمزور کرنے کا بہترین علاج اور ذریعہ روزہ ہے اسی لئے اسلام نے ایسے لوگوں کو نہ استمنا بالید (مشت زنی) کی اجازت دی نہ متعہ کی نہ خصی ہونیکی نہ کسی دوا کے ذریعہ شہوت کم کرنے کی بلکہ ایک نہایت مفید اور اچھا علاج بتایا جو مذکورہ بالا ضرورت پوری کرنے کے ساتھ ایک افضل اور اہم ترین عبادت بھی ہے۔ یا معشر الشباب من استطاع منکم الباءة فلیتزوج فانه اغض للبصر واحصن للفرج ومن لم یستطع فعلیه بالصوم فانه له وجاء (صحیحین) نوجوانو! تم میں سے جو شخص عورت کا نان ونفقہ مہر کا متحمل ہونیکی وجہ سے نکاح کر کے حلال طریقہ پر جماع اور مباشرت کی قدرت رکھتا ہو وہ نکاح کرے کہ نکاح نظر کو نیچی اور پست کرنیوالا ہے اور حرامکاری سے بچانیوالا ہے اور جس شخص کو قدرت نہ ہو وہ روزے رکھے کہ اس کے ذریعہ جماع کی خواہش کمزور ہو جاتی ہے۔

رمضان کے فضائل

یہ مشتے نمونہ از خرداری روزہ کے فوائد اور منافع پیش کر دیئے گئے ہیں جن کا زیادہ تر تعلق ہماری موجودہ زندگی کے مختلف شعبوں سے ہے وہ حضرات جو اپنے تئیں روشن خیال بیدار مغز روشن ضمیر متنور تصور کرتے ہیں جو یورپین تہذیب وتمدن کے دلدادہ ہیں جن کے خیال میں اسلامی احکام اور فرائض کی تعمیل تضیع اوقات اور ترقی وعروج سے مانع ہے اگر انصاف کی نظر اور عقل سے دیکھیں تو ان کے لئے اسی قدر بس اور کافی ہے۔ اب ہم چاہتے ہیں کہ رمضان کے وہ فضائل اور منافع مختصر طور پر ذکر کریں جو صحیح احادیث سے ثابت ہیں ان کے علاوہ فضائل رمضان کی بہتیری حدیثیں ہیں جو صحاح اور سنن مسانید معاجم کی کتابوں میں مذکور ہیں۔

(۱) اذا دخل رمضان فتحت ابواب السماء وفی روایة فتحت ابواب الجنة وغلقت ابواب جهنم وسلسلت الشیاطین وفی روایة فتحت ابواب الرحمة (صحیحین) جب رمضان کا مہینہ شروع ہوتا ہے تو آسمان کے دروازے اور ایک روایت میں ہے کہ بہشت کے دروازے کھولدیئے جاتے ہیں اور دوزخ کے دروازے بند کر دیئے جاتے ہیں اور شیاطین قید کر دئے جاتے ہیں اور دوسری روایت کے مطابق رحمت کے دروازے کھولدیئے جاتے ہیں۔

علما نے لکھا ہے کہ جنت یا آسمان یا رحمت کے دروازوں کا کھولنا اور اسی طرح دوزخ کے دروازوں کا بند کرنا اور شیاطین کا زنجیروں میں جکڑ دیا جانا حقیقتہً ہے مجاز اور کنایہ پر محمول کرنے کی ضرورت نہیں ہے اور بعض علما نے مجاز پر محمول کرتے ہوئے یہ مطلب بیان کیا ہے کہ آسمان کے دروازوں کا کھولنا نزول رحمت سے کنایہ ہے اور جنت کے دروازوں کے کھولنے سے اچھے اور نیک کاموں کی توفیق دینی مراد ہے اور دوزخ کے دروازوں کا بند کرنا کنایہ ہے روزہ داروں کا نفسانی خواہشوں کے دبانے کے باعث معاصی اور طغیانی سے خلاصی پانے سے اسی کو شاہ صاحب نے حجۃ اللہ میں زیادہ تفصیل اور وضاحت سے بیان فرمایا ہے کہ مسلمانوں کا روزہ رکھنا راتوں میں قیام کرنا اور شیفتگان سنت نبویہ کا انوار الٰہی میں غوطہ زن ہونا اور ان کی دعاؤں کا اثر دوسروں تک پہنچنا ان کے نور کا پرتو دوسرے مسلمانوں پر پڑنا ان کی برکتوں سے تمام

مسلمانوں کا مستفیض ہونا اور ہر مسلمان کا حسب توفیق و استعداد نیک اور اچھے عمل کرنا اور ہلاکت و تباہی میں ڈالنے والی برائیوں سے بچنا گویا ان پر جنت کے دروازوں کا کھولدینا اور دوزخ کے دروازوں کا بند کردینا ہے کیونکہ یہی چیزیں دوزخ سے بچا کر جنت میں لیجانے والی ہیں اسی طرح جب قوت بہیمیہ دبادی گئی اور اس کا اثر اور عمل ظاہر نہیں ہوا اور تمام مسلمان اچھے کاموں میں مشغول ہوگئے اور قوت ملکیہ کے آثار و اعمال کا ظہور ہوا تو سمجھنا چاہئے کہ برائیوں پر برانگیختہ کرنے والے نیک کاموں سے باز رکھنے والے شیاطین قید کردیئے گئے۔

(۲) من صام رمضان ایمانا واحتسابا غفر لہ ما تقدم من ذنبہ "جس نے رمضان کے روزے ایمان اور اجر و ثواب کی نیت سے رکھے اس کے اگلے گناہ معاف کردیئے جائیں گے" ہر چھوٹے بڑے شرعی کام اور عبادت کی صحت اور مقبولیت کیلئے نیت اخلاص شرط ہے اسی طرف اس حدیث میں اشارہ ہے۔

(۳) کل عمل ابن آدم یضاعف الحسنۃ بعشر امثالہا الی سبعمائۃ ضعف قال اللہ تعالیٰ الا الصوم فانہ لی وانا اجزی بہ یدع شہوتہ وطعامہ من اجلی للصائم فرحتان فرحۃ عند فطرہ وفرحۃ عند لقاء ربہ ولخلوف فم الصائم اطیب عند اللہ من ریح المسک والصیام جنۃ الحدیث " انسان کے ہر نیک عمل کا دس گنا ثواب ملتا ہے اور یہ ثواب سات سو گنا تک بھی بڑھادیا جاتا ہے اللہ فرماتا ہے روزے کا حکم ثواب کے بارے میں جداگانہ ہے اس کا اجر و ثواب بے شمار ہے بندہ میرے ہی لئے روزہ رکھتا ہے میں ہی اس کا بدلہ دونگا وہ محض میری خاطر اپنی خواہش کی چیزوں اور کھانے پینے کو چھوڑدیتا ہے روزہ دار کو دو خوشی ہے ایک طبعی افطار کے وقت دوسری خوشی جب اسکو خدا کا دیدار حاصل ہوگا اس کے منہ کی بو اللہ کے نزدیک مشک سے بھی بڑھکر ہے اور روزہ برے کاموں اور عذاب الٰہی سے بچاؤ اور ڈھال ہے۔

افسوس ہے ایسے لوگوں پر جو اس بابرکت اور مقدس مہینہ کو لہو و لعب فسق و فجور عصیان و طغیان برائی اور بےحیائی غفلت اور بے پروائی میں گذار دیتے ہیں اور اس مبارک مہینہ کی رحمتوں اور برکتوں کو ڈھونڈھنے کی کوشش نہیں کرتے۔ کتنے مسلمان ہیں جو روزہ نہیں رکھتے اور اس سے بچنے کیلئے طرح طرح کے حیلے اور بہانے ڈھونڈتے ہیں بعض لوگ ایسے بھی ہیں جو رمضان کا مہینہ دور کے عزیزوں اور رشتہ داروں سے ملنے کیلئے مخصوص کرلیتے ہیں اور رمضان میں مسافر بنکر سارا مہینہ اسی سفر میں بغیر روزہ کے گذار دیتے ہیں اگر کوئی پوچھ بیٹھتا ہے تو سفر کا عذر پیش کردیتے ہیں دنیا میں انسانوں کو دھوکا دینے کیلئے بیماری اور سفر کے بہانے کام آجائیں گے مگر خالق عالم ظاہر اور باطن دل اور زبان کی حالتوں سے آگاہ ہے اس کے سامنے کیا جواب دینگے؟ بڑے بڑے شہروں میں جہاں مختلف قسم کے کارخانے اور ملیں ہیں اور کالجوں یونیورسٹیوں میں ہزاروں نوجوان ایسے ملیں گے جو روزے نہیں رکھتے اور روزے رکھنے والوں کے ساتھ تمسخر اور تخول کرتے ہیں ایک وہ لوگ بھی تھے کہ سفر میں جہاد کے موقع پر آنحضور کے افطار کردینے اور افطار کی رخصت و اجازت ملنے کے بعد بھی روزہ چھوڑنے میں تردد کرتے تھے اسلامی شعائر اور دینی فرائض سے محبت و شیفتگی اور بعد و نفرت کے دونوں دور پر نظر ڈالے کسقدر عبرت خیز ہے انہی فرائض و واجبات کی محبت و اتباع نے ان کو بام عروج تک پہنچایا اور آج ان کی تعمیل کو تضیع اوقات اور تکلیف مالا یطاق سمجھکر ترقی سے مانع سمجھا جاتا ہے لیکن باوجود چھوڑ دینے کے اسی ذلت

اور پستی غلامی و محمودیت میں گھرے ہوئے ہیں بلکہ بدترین انسان دوسروں کی نظروں میں ذلیل انسان بنے ہوئے ہیں۔ اللھم ارحم وتب علینا انک انت التواب الرحیم۔

رمضان کے مسائل واحکام۔ رویت ہلال

اسلام ایک عالمگیر مذہب ہے تمام بنی نوع انسان کی اصلاح وترتیب رشد وہدایت کیلئے آیا ہے خواہ عرب کے ہوں یا عجم کے جاہل ہوں یا عالم دیہاتی ہوں یا شہری۔ پس ضروری ہے کہ اس کے اصول آسان اور سہل ہوں جن کو ہر شخص ہر زمانہ میں سمجھکر عمل پیرا ہو سکے یہی وجہ ہے کہ اسلام نے سال کا حساب قمری مہینوں سے رکھا اسلئے کہ قمری مہینوں کا حساب بہت آسان ہے ہر شخص بغیر کسی زحمت ودشواری کے معلوم کر سکتا ہے کہ قمری مہینہ کب سے شروع ہوا اور کب ختم ہوا کیونکہ قمری مہینہ ایک ہلال سے دوسرے تک پورا ہو جاتا ہے جس میں کم ازکم ۲۹ دن اور زیادہ سے زیادہ ۳۰ دن ہوتے ہیں اس لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ صوموا لرؤیتہ وافطروا لرؤیتہ فان غم علیکم فاکملوا عدۃ شعبان ثلثین (صحیحین) چاند دیکھکر روزہ رکھنا شروع کرو اور شوال کا چاند دیکھکر افطار کرو۔ اگر مطلع ابر آلود ہو تو شعبان کی تیس دن کی گنتی پوری کرو۔

شہادت رویت ہلال

رمضان کا چاند دیکھنے کیلئے ایک ثقہ معتبر مسلمان کی گواہی کافی ہے اگر اس نے گواہی دی کہ میں نے چاند دیکھ لیا تو اس کی گواہی کا اعتبار کیا جائیگا اور سب مسلمانوں کو روزہ رکھنا ہوگا۔

(۱) عن ابن عباس قال جاء اعرابی الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال انی رایت الھلال یعنی ھلال رمضان فقال اتشھد ان لا الہ الا اللہ قال نعم قال اتشھد ان محمدا رسول اللہ قال نعم فقال یا بلال اذن فی الناس ان یصوموا غدا (ابوداود ترمذی نسائی ابن ماجہ) ابن عباس فرماتے ہیں ایک دیہاتی نے آپ کے سامنے شہادت دی کہ میں نے رمضان کا چاند دیکھ لیا آپنے فرمایا کیا تو خدا کی وحدانیت اور میری رسالت کا اقرار کرتا ہے اس نے کہا ہاں آپ نے بلال کو حکمدیا کہ کل روزہ رکھنے کا اعلان کر دیں۔

(۲) عن ابن عمر قال تراءی الناس الھلال فاخبرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انی رایتہ فصام وامر الناس بصیامہ (ابوداؤد دارقطنی ابن حبان) ابن عمر فرماتے ہیں لوگ چاند دیکھنے کی کوشش کر رہے تھے جن میں میں بھی تھا میں نے حضورؐ سے عرض کیا کہ میں نے چاند دیکھ لیا آپ نے خود روزہ رکھا اور لوگوں کو روزہ رکھنے کا حکم دیا۔

علامہ شوکانیؒ نیل الاوطار میں ان دونوں حدیثوں کے تحت میں فرماتے ہیں والحدیثان یدلان علی انھا تقبل شہادۃ الواحد فی دخول رمضان۔ رمضان کے آخر میں روزہ ترک کرنے کیلئے یعنی شوال کے چاند کیلئے ایک آدمی کی شہادت کافی نہیں ہے بلکہ شہادت کے عام قاعدہ کے مطابق دو ثقہ معتبر گواہوں کی ضرورت ہے جب یہ دو معتبر آدمی گواہی دیں کہ ہم نے انتیس رمضان کو چاند دیکھ لیا ہے تو ان کی شہادت کا اعتبار کرکے سمجھا جائیگا کہ رمضان کا مہینہ ختم ہو گیا ہے امام ابو ثورؒ کے علاوہ تمام علما اس مسئلہ میں متفق ہیں امام نووی فرماتے ہیں لا تجوز شہادۃ عدل واحد علی ھلال شوال عند جمیع العلماء الا ابا ثور فجوزہ بعدل۔ تمام علما اپنے دعوی کی دلیل میں مسند احمد ابوداؤد کی یہ حدیث پیش کرتے ہیں۔ عن رجل من اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال اختلف الناس فی اخر یوم من رمضان فقدم اعرابیان فشھدا

عند النبی صلی اللہ علیہ وسلم باللہ لاھلا الھلال امس عشیۃ فامر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الناس ان یفطروا وزاد فی روایۃ وان یغدوا الی مصلاھم (یعنی) ایک مرتبہ رمضان کے آخری دن میں اختلاف ہوگیا دو دیہاتی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور انھوں نے آپ کے سامنے حلفیہ شہادت دی کہ ہم نے کل شام کو شوال کا چاند دیکھا ہے آپ نے حکم دیا کہ روزہ افطار کرو اور عید کی نماز کیلئے عیدگاہ چلو۔

مشکوک دن میں روزے کا حکم

شعبان کی تیسویں رات کو غبار یا بادل کی وجہ سے مطلع صاف نہ ہو اور چاند دکھائی نہ دے تو وہ رات شعبان کی ہوگی اور اس سے اگلا دن شعبان کا سمجھا جائیگا اور اس دن روزہ رکھنا جائز نہیں ہوگا فرمایا فان غم علیکم فاکملوا عدۃ شعبان ثلثین (صحیحین) پس غبار یا ابر کی وجہ سے چاند نہ دیکھنے کی صورت میں یہ خیال کرکے روزہ رکھنا کہ اگر کہیں سے چاند کی خبر آگئی تو یہ روزہ رمضان کا ہو جائیگا ورنہ نفل ہوگا غلط اور باطل ہے۔ عمار بن یاسر صحابی فرماتے ہیں جس نے شک کے دن میں روزہ رکھا اس نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی کی (ابوداؤد نسائی ترمذی ابن ماجہ) حاصل یہ ہے کہ شعبان کی آخری تاریخ مشکوک ہو تو اس میں روزہ نہ رکھا جائے اور اس کو رمضان میں نہ شمار کیا جائے۔ چاند کو چھوٹا بڑا دیکھکر بھی شک نہیں کرنا چاہئے بلکہ جس روز چاند دیکھا گیا ہے اسی دن کا سمجھنا چاہئے اسی طرح رمضان کے استقبال میں چاند دیکھنے سے پہلے ایک یا دو روزے رکھنا نا جائز ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے منع فرمایا ہے ہاں اگر کسی اور دنوں میں نفلی روزہ رکھنے کی عادت تھی اتفاقاً نہ رکھ سکا یا کسی شخص کی ہر آخر ماہ میں نفلی روزے رکھنے کی عادت ہے تو ایسی صورت میں اجازت ہے کہ وہ آخری تاریخوں میں روزے رکھ لے۔

دوسرے شہر والوں کی شہادت رویت ہلال

اگر کسی مقام پر رمضان یا شوال کا چاند دیکھا گیا تو دوسرے شہر اور ملک والے روزہ یا افطار میں ان کی شہادت پر عمل کریں یا نہیں اس بارے میں علمائے امت کے مختلف اقوال ہیں جنکو حافظ نے فتح الباری میں اور علامہ شوکانی نے نیل الاوطار میں ذکر کیا ہے ابن عباس رضی اللہ عنہ کی ایک مشہور حدیث ہے جسکو امام المحدثین امام بخاری کے علاوہ امام مسلم ابوداؤد ترمذی نسائی وغیرہم نے روایت کیا ہے اس حدیث کا خلاصہ یہ ہے کریب تابعی کہتے ہیں میں ایک ضرورت سے شام گیا وہاں سب نے جمعہ کو روزہ رکھا۔ رمضان کے آخری دنوں میں مدینہ واپس پہنچا حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے ملاقات ہوئی رمضان کے چاند کا ذکر آیا تو فرمایا تم نے چاند کب دیکھا میں نے کہا جمعہ کی رات میں فرمایا تم نے خود دیکھا میں نے کہا ہاں اور دوسرے لوگوں نے بھی دیکھا اور ان سب نے روزہ رکھا اور حضرت معاویہ نے بھی روزہ رکھا فرمایا ہم نے ہفتہ کی رات میں دیکھا ہے ہم تیس روزے پورے کرینگے یا یہ کہ چاند دیکھ لیں کریب نے کہا کیا حضرت معاویہ کا چاند دیکھنا اور روزہ رکھنا آپ کیلئے کافی نہیں ہے فرمایا نہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں ایسا ہی حکم کیا ہے۔" علامہ شوکانی نے اس حدیث پر بحث کرتے ہوئے مالکیہ کے قول کو ترجیح دی ہے اور اسی کو قابل اعتماد ٹھیرایا ہے یعنی جس طرح ایک شہر کے مسلمانوں کی شہادت ایک دوسرے کیلئے معتبر اور قابل اعتماد ہے اسی طرح ایک شہر والوں کی شہادت دوسرے تمام شہروں اور ملکوں کیلئے مطلقاً معتبر ہوگی۔ **لیکن** صحیح مذہب اس بارے میں یہ ہے کہ ایک شہر والوں کی شہادت دوسرے شہر والوں کیلئے مطلقاً معتبر نہیں ہوگی بلکہ اسی وقت معتبر ہوگی جب ان مختلف شہروں کے درمیان اسقدر دوری اور

مسافت نہ ہو جس سے اختلاف مطالع متحقق ہو یعنی اگر دو شہروں میں اتنی دوری ہو کہ ایک شہر میں چاند دیکھا جاتا ہے اور دوسرے میں نہیں دیکھا جاتا تو ان دونوں شہروں میں سے ایک شہر کا چاند دیکھنا دوسرے شہر کیلئے معتبر اور قابل عمل نہیں ہوگا اور اگر اتنی دوری ہو کہ اختلاف مطالع نہ متحقق ہوتا ہو تو ایک شہر والوں کی شہادت چاند دوسرے شہر والوں کیلئے معتبر ہو جائیگی۔ ہذا ما عندی واللہ اعلم

اگر چاند قبل زوال آفتاب دیکھا گیا تو گذشتہ رات کا ہوگا رمضان کا ہو تو روزہ رکھنا چاہیئے اور شوال کا ہو تو افطار کر دینا چاہیئے اور اگر بعد زوال دیکھا گیا تو آئندہ رات کا ہوگا رمضان کی صورت میں روزہ نہیں رکھنا چاہیئے اور شوال کا ہو تو افطار نہیں کرنا چاہیئے۔

تار کے ذریعہ رویت ہلال کی خبر کا حکم

کسی شہر سے چاند دیکھنے کی خبر بذریعہ تار آئے تو وہ معتبر اور لائق قبول نہیں ہے خواہ رمضان کے چاند کی خبر ہو یا شوال یا بقرعید کی وجہ یہ ہے کہ محکمہ تار میں کافر اور مسلمان دونوں ملازم ہوتے ہیں اور بعض جگہ صرف مسلمان یا صرف کافر ہوتے ہیں اور عید الفطر کی خبر شہادت ہے جس کے شرائط یہاں مفقود ہیں اور ہلال رمضان کی خبر اگرچہ شہادت نہیں ہے مگر کافر ملازمین کی صورت میں ان کی خبر شرعی اور دینی امور میں معتبر نہیں ہوتی اور مسلمان ملازمین کی صورت میں غیر مقبول ہونے کی وجہ یہ ہے کہ یہ خبر غائب بغائب ہے جس سے یہ معلوم ہو جائے کہ یہ خبر اس شخص کی ہے جس کو ہم مخبر سمجھتے ہیں جیسے اگر کوئی کتابتہً خبر دے تو معتبر ہونے کیلئے ضروری ہے کہ مکتوب الیہ کاتب کے خط کو پہچانتا ہو اور یہ بات تار کے ذریعہ خبر دینے کی صورت میں نہیں پائی جاتی۔

روزہ کی نیت کا حکم

ہر عبادت کی صحت کیلئے نیت شرعی شرط ہے پس روزہ کی صحت بھی نیت شرعی کے ساتھ مشروط ہے خواہ روزہ نفلی ہو یا فرضی رمضان کا ہو یا نذر کا ادا ہو یا قضاء۔ اور نفلی روزہ کے علاوہ ہر قسم کے روزے کیلئے صبح صادق طلوع ہونے سے پہلے نیت کر لینا ضروری ہے بخلاف نفلی روزے کے کہ اگر آفتاب ڈھلنے سے پہلے بھی نیت کر لی تو روزہ صحیح ہو جائیگا۔ والیہ ذہب الشافعی واحمد واسحاق وھو الراجح عند شیخنا کما صرح بہ فی شرح الترمذی من لم یجمع الصیام قبل الفجر فلا صیام لہ ٥ (ترمذی وغیرہ) جس نے صبح صادق طلوع ہونے سے پہلے روزے کی نیت نہیں کی اس کا روزہ صحیح نہیں ہوگا۔ اس حدیث کے مرفوع اور موقوف ہونے میں اختلاف ہے صحیح اور راجح اس حدیث کا مرفوع ہونا ہے کما حققہ الشوکانی فی النیل وابن حزم فی المحلی ٥ یہ حدیث فرض اور نفل ہر قسم کے روزوں کو شامل ہے مگر نفلی روزہ اس حدیث کے حکم سے مستثنیٰ ہے حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں۔ کان النبی صلے اللہ علیہ وسلم یاتینی ویقول اعندک غداء فاقول لا فیقول انی صائم وفی روایۃ انی اذا الصائم ٥ یعنی حضرت میرے پاس آتے اور پوچھتے کیا صبح کا کھانا ہے؟ میں عرض کرتی نہیں آپ فرماتے میں اب روزہ رکھونگا۔

واما ما روی عن سلمۃ بن الاکوع ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم امر رجلا من اسلم ان اذن فی الناس اذ فرض صوم عاشوراء الا کل من اکل فلیمسک ومن لم یاکل فلیصم اخرجہ البخاری وغیرہ فاجیب عنہ بانہ انما صحت النیۃ فی النہار لان الظاہر ان صوم عاشوراء انزلت فرضیتہ فی النہار فصار الرجوع الی اللیل غیر مقدور والنزاع فیما کان مقدورا فیخص بجواز مثل ہذہ الصورۃ اعنی من ظہر لہ وجوب الصیام علیہ من النہار فتامل ٥ ہر روزہ کیلئے نیت ضروری ہے صرف پہلی رات کی نیت

تمام روزوں کیلئے کافی نہیں ہوگی۔ اور نیت زبان سے لفظوں میں کہنے کی ضرورت نہیں ہے دل میں نیت کرلینا کافی ہے۔

سحری کھانے کی فضیلت | آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تسحروا فان فی السحور برکۃ (صحیحین) سحری کھایا کرو سحری کھانے میں برکت ہے دوسری حدیث میں آپ نے فرمایا فصل ما بین صیامنا وصیام اھل الکتاب اکلۃ السحر (مسلم) ہمارے روزہ اور اہل کتاب (عیسائی یہودی) کے روزہ کے درمیان فرق کرنیوالی چیز سحری کھانا ہے یعنی وہ بغیر سحری کھائے ہوئے روزہ رکھتے ہیں۔ سحری کھانے کی فضیلت میں اور حدیثیں بھی آئی ہیں ان سب سے معلوم ہوتا ہے کہ سحری کھانا باعث خیر و برکت ہے اس میں کیا شک ہے کہ سحری کھانے والے کو بہ نسبت سحری نہ کھانے والے کے بھوک اور پیاس کی تکلیف کم محسوس ہوتی ہے وہ زیادہ کمزور اور پریشان نہیں ہوتا۔ ذکر الٰہی تلاوت قرآن اور نماز وغیرہ میں چست رہتا ہے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ ہمارے روزہ اور یہودیوں عیسائیوں کے روزہ کے درمیان مابہ الامتیاز چیز سحری ہے اسلئے سحری چھوڑنی نہیں چاہئے۔ کچھ نہیں تو ایک کھجور اور اگر یہ بھی میسر نہ ہو تو ایک گھونٹ پانی ہی سحری کیوقت پی لینا چاہئے۔

سحری دیر کرکے کھانیکی مسنونیت اور فضیلت۔ | آج کل عام طور پر لوگ اس ڈر سے کہ آخر شب میں بیدار نہ ہوسکیں گے اور اس صورت میں سارے گھر والے بغیر سحری روزہ رکھیں گے ایک یا دو بجے شب میں ہی سحری کھالیا کرتے ہیں یا نصف رات کو سحری کا وقت سمجھکر بھی بعض لوگ ایسا ہی کرتے ہیں اور جب مختلف غذاؤں سے اچھی طرح شکم پر کرلیتے ہیں اور پان وغیرہ سے فارغ ہوکر سوتے ہیں تو کھانے کے نشہ میں خوب گہری اور زبردست نیند آنے کے باعث فجر کی نماز اول وقت غلس میں تو ادا کرنا درکنار آخر وقت میں بھی نہیں پڑھ سکتے کیونکہ آفتاب طلوع ہونے کے قریب بیدار ہوتے ہیں بلکہ اگر جنجھوڑ کر نہ جگایا جائے تو ۸ - ۹ بجے تک سوتے رہیں گے۔ ظاہر ہے کہ وہ ایسا کرنے کی صورت میں دوہرے نقصان اور خسارے میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔ فجر کی نماز یا تو قضا ہو جاتی ہے یا مکروہ وقت میں ادا کرتے ہیں اور سحری کا مسنون طریقہ اور وقت چھوڑ دیتے ہیں۔ سحری کا مسنون وقت اور طریقہ یہ ہے کہ صبح صادق طلوع ہونے سے پہلے صبح کاذب میں یا صبح کاذب سے کچھ پہلے کھانا چاہیئے حضرت زید بن ثابتؓ صحابی فرماتے ہیں۔ تسحرنا مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ثم قمنا الی الصلوۃ قال کم کان قدر ذالک قال قدر خمسین اٰیۃ (ترمذی) یعنی آپ کی سحری اور فجر کی نماز کے درمیان فاصلہ پچاس آیت کے پڑھنے کے برابر ہوتا تھا۔

کسقدر افسوس ہے کہ جو لوگ اس سنت پر عمل کرتے ہیں یعنی سحری دیر کرکے کھاتے ہیں ان سے مذاق کیا جاتا ہے اور کہا جاتا ہے کہ یہ سحری دن میں کھاتے ہیں انا للہ وانا الیہ راجعون۔ ہاں سحری آخر شب میں کھانے والوں کو خیال رکھنا چاہئے کہ چائے اور پان میں مشغول رہ کر اس طرح بے خبر نہ ہوجائیں کہ صبح صادق طلوع ہوگئی ہو اور وہ ابتک اسی شغل میں منہمک ہوں۔ یہ بھی یاد رہے کہ تمباکو کھا پی کر اسی بدبودار منہ سے نماز کے لئے چلے آنا سخت مکروہ ہے اگر کچا لہسن کھانیوالے مسجد سے نکالے جاسکتے ہیں تو ان لوگوں کو جن کے منہ سے بیڑی سگریٹ حقہ اور پان۔ کے تمباکو کی مکروہ اور خبیث بو آتی ہو بدرجہ اولی نکالدینا چاہئے۔

رمضان کی راتوں میں دوا ذائیں | رمضان کی راتوں میں دوا اذان دلوانی ایک قبل طلوع صبح صادق

سحری اور تہجد کیلئے دوسری صبح صادق طلوع ہونے کے بعد فجر کی نماز کیلئے سنت ہے مگر دونوں اذانوں کیلئے الگ الگ موذن رکھنے چاہئیں اور لوگوں کو معلوم کرا دینا چاہیئے کہ فلاں شخص سحری کیلئے اور فلاں صبح کی نماز کیلئے اذان دیگا تاکہ لوگوں کو اشتباہ نہ ہو۔ عن ابن عمر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان بلالا یؤذن بلیل فکلوا واشربوا حتی ینادی ابن ام مکتوم قال وکان ابن ام مکتوم رجلا اعمی لاینادی حتی یقال لہ اصبحت اصبحت (صحیحین)۔

روزہ وقت ہوتے ہی فوراً افطار کردینا چاہیئے جب سورج غروب ہوجائے اور مشرق سے سیاہی نمودار ہوجائے روزہ افطار کردینا چاہیئے اور بلاوجہ شک میں پڑ کر دیر نہیں کرنی چاہیئے روزہ افطار کرنے کا یہی وقت ہے۔

اذا اقبل اللیل من ھھنا وادبر النھار من ھھنا وغابت الشمس فقد افطر الصائم (صحیحین) جب رات سامنے آئے (مشرق سے سیاہی نمودار ہوجائے) اور دن پیٹھ پھیرلے اور آفتاب غروب ہوجائے تو روزہ افطار کرنے کا وقت آگیا (آپ بلاتاخیر روزہ افطار کردینا چاہیئے) + لایزال الناس بخیر ما عجلوا الفطر (صحیحین) لوگ جبتک افطار میں جلدی کرینگے بھلائی میں رہیں گے + حدیث قدسی میں ہے۔ احب عبادی الی اعجلھم فطرا۔ سب بندوں سے پیارا مجھکو وہ بندہ ہے جو روزہ افطار کرنے میں جلدی کرتاہے یعنی آفتاب غروب ہوتے ہی روزہ افطار کرڈالتاہے اور دیر نہیں کرتا۔ جلدی کرنے کا یہ مطلب نہیں ہے کہ آفتاب غروب ہونے سے پہلے یا اس کے غروب ہونے میں شک اور تردد ہونیکے باوجود روزہ افطار کردیا جائے غرض یہ ہے کہ افراط اور تفریط سے بچنا چاہیئے۔

روزہ افطار کرنیکی دعا اَللّٰھُمَّ لَکَ صُمْتُ وَعَلٰی رِزْقِکَ اَفْطَرْتُ (ابوداؤد) اے خدا تیرے ہی لئے میں نے روزہ رکھا اور تیرے ہی دیئے ہوئے سے افطار کیا۔ دوسری دعا۔ ذَھَبَ الظَّمَأُ وَابْتَلَّتِ الْعُرُوْقُ وَثَبَتَ الْاَجْرُ اِنْشَآءَ اللّٰہُ (ابوداؤد) پیاس جاتی رہی رگیں تر ہوگئیں اور ثواب لازم وثابت ہوگیا اگر خدا نے چاہا۔

روزہ کس چیز سے افطار کرنا چاہیئے تازہ کھجوروں سے روزہ افطار کرنا افضل ہے اگر تر و تازہ نہ ملیں تو خشک کھجوروں سے افطار کیا جائے یہ بھی نہ میسر ہو تو پانی سے افطار کیا جائے۔ عن انس کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم یفطر قبل ان یصلی علی رطبات فان لم تکن رطبات فتمیرات فان لم تکن تمیرات حسا حسوات من ماء (ترمذی ابوداؤد) آنحضور نماز سے پہلے تازہ کھجوروں سے روزہ افطار فرماتے اگر تازہ نہ ملیں تو خشک سے افطار کرتے اگر خشک بھی نہ میسر ہوئیں تو پانی کے چند گھونٹ پی لیتے + سلمان بن عامر صحابی فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے روزہ کی افطاری کے متعلق ارشاد فرمایا۔ اذا افطر احدکم فلیفطر علی تمر فانہ برکۃ فان لم یجد فلیفطر علی ماء فانہ طھور (احمد ابوداؤد ترمذی ابن ماجہ) جب کوئی روزہ افطار کرنا چاہے تو کھجور سے افطار کرے کہ وہ باعث نفع و برکت ہے اگر کھجور نہ پائے تو پانی سے افطار کرے کہ وہ طاہر اور مطہر ہے۔

روزہ افطار کرانے کا ثواب کسی دوسرے روزہ دار کا روزہ کھلوانا بڑے ثواب کا کام ہے پس دوست واحباب خویش واقارب کے روزہ افطار کرانے کے ساتھ فقراء مساکین اور بیوہ عورتوں کے یہاں و نیز مساجد میں افطاری بھیجکر ثواب اخروی حاصل کرنے میں سبقت کرنی چاہیئے آنحضور فرماتے ہیں من فطر صائما او جھز غازیا فلہ اجر مثلہ (بیہقی)

جس نے کسی کا روزہ افطار کرایا اسکو بھی روزہ دار کے برابر ثواب ملیگا۔ ایک لمبی حدیث میں ہے۔ من فطر صائما کان له مغفرة لذنوبه وعتق رقبة من النار وكان له مثل اجره من غيران ينتقص من اجره شئ قلنا یارسول الله ليس كلنا نجد ما نفطر به الصائم فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم يعطي الله هذا الثواب من فطر صائما على مذقة لبن او تمرة او شربة من ماء ومن اشبع صائما سقاه الله من حوضي شربة لا يظمأ حتى يدخل الجنة الحديث (بیہقی) جس شخص نے کسی روزہ دار کا روزہ افطار کرایا تو اس کے گناہ معاف ہو جائیں گے اور وہ دوزخ سے آزاد ہو جائیگا اور اس کو روزہ دار کے برابر اجر ملیگا۔ بغیر اس کے کہ روزہ دار کے اجر میں کچھ کمی واقع ہو صحابہ نے عرض کیا ہم میں کا ہر شخص ایسا نہیں ہے جو روزہ افطار کرا سکے آپ نے فرمایا یہ اجر اللہ پاک ہر اس شخص کو دیگا جو کسی روزہ دار کو ایک گھونٹ دودھ یا ایک کھجور یا ایک گھونٹ پانی سے افطار کرادے اور جس کسی نے کسی روزہ دار کو خوب آسودہ ور سیر کردیا اللہ پاک اسکو میرے حوض کوثر سے اتنا پلائیگا کہ وہ پیاسا نہیں ہوگا یہانتک کہ بہشت میں داخل ہوجائیگا۔

روزہ میں کون سے امور جائز ہیں اور کن امور سے روزہ نہیں ٹوٹتا۔

تر یا خشک مسواک دن کے کسی حصہ میں بھی کرنا۔ سرمہ لگانا اور آنکھ میں دوا ڈالنی۔ سر یا بدن میں تیل ملنا۔ خوشبو لگانا۔ سر پر کپڑا ترکر کے رکھنا۔ فصد لینا پچھنا لگوانا بشرطیکہ کمزوری کا خوف نہ ہو۔ انجکشن کرانا۔ ضرورت کے وقت ہنڈیا کا نمک چکھ کر فوراً تھوک دینا اور کلی کرلینا۔ صبح صادق کے بعد جنابت کا غسل کرنا۔ مرد کا بیوی سے بوس وکنار ہونا بشرطیکہ اپنے کو قابو میں رکھ سکتا ہو اور جماع واقع ہوجانے کا خوف نہ ہو۔ دن میں احتلام ہوجانا۔ عورت کو دیکھکر انزال ہوجانا۔ خودبخود قے آجانا خواہ تھوڑی ہو یا زیادہ۔ ایک یا دو قطرہ آنسو کا حلق میں چلاجانا۔ تالاب وغیرہ میں غسل کرنا بشرطیکہ غوطہ لگانے کی صورت میں ناک یا منہ کے ذریعہ حلق کے اندر پانی نہ جائے۔ ناک میں پانی ڈالنا بغیر مبالغہ کے۔ ناک کے رینٹھ کا اندر ہی اندر حلق کے راستہ اندر چلا جانا۔ کلی کرنا بشرطیکہ مبالغہ نہ کرے۔ کلی کرنے کے بعد منہ میں پانی کی تری کا تھوک کے ساتھ اندر چلاجانا۔ مکھی کا حلق میں چلاجانا استنشاق بلا مبالغہ کی صورت میں بغیر قصد وارادہ پانی کا ناک سے حلق کے اندر اترجانا۔ منہ میں جمع شدہ تھوک کو پی جانا مگر ایسا نہ کرنا بہتر ہے۔ مسوڑھے کے خون کا تھوک کے ساتھ اندر چلاجانا۔ کلی کرتے وقت بلا قصد وارادہ پانی کا حلق میں اترجانا۔ ذکر میں پچکاری کے ذریعہ دوا وغیرہ داخل کرنا۔ عورت سے بوس وکنار کی صورت میں انزال ہوجانا بھول کر کھا پی لینا اور بیوی سے صحبت کرلینا۔

(۱) من نسي وهو صائم فاكل اوشرب فليتم صومه فانما اطعمه الله وسقاه (صحیحین) جو روزہ دار بھول کر کھا پی لے وہ اپنا روزہ پورا کرلے اللہ نے اسکو کھلایا پلایا ہے یعنی بھولکر کھا پی لینے سے روزہ نہیں ٹوٹیگا اور نہ اسکی قضا دینی ہوگی۔

(۲) من افطر في شهر رمضان ناسيا فلا قضاء عليه ولا كفارة (ابن خزیمہ حاکم ابن حبان) جس نے رمضان کے مہینہ میں بھولکر افطار کردیا اس کے ذمہ نہ قضا ہے نہ کفارہ مگر بھولکر جماع یا کھانے کی صورت میں جب یاد آجائے فوراً چھوڑ دینا چاہیئے غبار دھوئیں یا آٹے کا اڑکر حلق کے اندر چلاجانا۔ موچھوں میں تیل لگانا۔ کان میں پانی ڈالنا اور سلائی داخل کرنا۔ دانت میں لگے ہوئے گوشت یا کھانے کا جو محسوس نہ ہو اور منتشر ہوکر رہجائے حلق کے اندر چلا جانا۔

روزہ جن امور سے ٹوٹ جاتا ہے۔ دانستہ قصداً کھانا پینا خواہ تھوڑا ہو یا زیادہ۔ دانستہ جماع کرنا۔ قصداً قے کرنا تھوڑی ہو یا زیادہ۔ حقّہ بیڑی سگریٹ پینا۔ پان کھانا۔ مبالغے کے ساتھ ناک میں پانی یا دوا چڑھانا یہاں تک کہ حلق کے نیچے اتر جائے۔ کھانا پینا یا جماع کرنا رات سمجھکر یا یہ خیال کر کے کہ آفتاب غروب ہوگیا ہے حالانکہ صبح ہو چکی تھی یا آفتاب غروب نہیں ہوا تھا۔ منہ کے علاوہ کسی زخم کے راستے سے نلکی کے ذریعہ غذا یا دوا پہنچانی۔ حقنہ کرنا۔

کس صورت میں قضا اور کفارہ دونوں لازم ہو جاتے ہیں اگر کسی شخص نے اپنی بیوی سے قصداً دانستہ جماع کیا تو اس روزہ کی قضا کے ساتھ کفارہ دینا بھی ضروری ہے۔ روزہ کے بدلے روزہ رکھنا قضا کہلاتا ہے اور روزہ رکھنے کے علاوہ جرمانہ دینا کفارہ ادا کرنا ہے جس کی تفصیل یہ ہے کہ ایک غلام آزاد کرے . . . . اگر اس کے قابل نہ ہو تو دو ماہ کے روزے برابر رکھے اگر یہ بھی نہ ہو سکے تو ساٹھ مسکین کو کھانا کھلائے فی مسکین ایک مد جو یا گیہوں یا کھجور یا چاول دینا ہوگا۔

کن صورتوں میں صرف قضا دینی ہوتی ہے دانستہ قصداً کھا پی لینا۔ اس بارے میں علما کا اختلاف ہے بعض علما قضا کے ساتھ کفارہ کے بھی قائل ہیں مگر کسی صحیح مرفوع حدیث سے اس صورت میں کفارہ دینے کا ثبوت نہیں ملتا اس لئے صحیح مذہب یہی ہے کہ اس صورت میں کفارہ لازم اور ضروری نہیں ہے ہاں احتیاط ہے کہ کفارہ دیدے۔ عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم من افطر یوما من رمضان من غیر رخصۃ ولا مرض لم یقض عنہ صوم الدہر کلہ وان صامہ (احمد ترمذی ابوداؤد ابن ماجہ دارمی) جس نے بغیر عذر شرعی اور بیماری کے روزہ افطار کر دیا تو پورے زمانہ کا روزہ بھی اس ایک روزہ کی قضا کے لئے کافی نہیں ہوگا۔

معلوم ہوا کہ ایسا کرنے والا خدا کے نزدیک بڑا ہی مجرم اور گنہگار ہے جسکو توبہ کرنا اور مغفرت چاہنا ضروری ہے۔ قصداً قے کرنا بیماری۔ سفر۔ حمل کی وجہ سے روزہ نہ رکھنا۔ دودھ پلانے والی عورت کا دودھ خشک ہونے کے ڈر سے روزہ نہ رکھنا۔ حیض اور نفاس کی حالت میں روزے نہ رکھنا۔ کھا پی لینا یا جماع کرنا۔ رات سمجھکر یا یہ خیال کر کے کہ آفتاب غروب ہوگیا ہے حالانکہ صبح ہو چکی تھی یا آفتاب غروب نہیں ہوا تھا۔ مطلع غبار آلود یا ابر آلود ہونے کی وجہ سے رمضان کا چاند نہیں دیکھا گیا اسلئے شعبان کے تیس دن پورے کرنے واسطے صبح بغیر روزے کے کی بلکہ کچھ کھا پی بھی لیا پھر کہیں سے چاند دیکھنے کی موثق اور معتبر خبر آگئی تو اس روزہ کی قضا بھی ضروری ہے۔

فائدہ۔ رمضان کے روزوں کی قضا دوسرے رمضان سے پہلے دیدیوے اگر اتفاق سے نہ دیسکا تو دوسرے رمضان کے بعد دیدے پس اگر روزوں کی قضا دینے میں اتنی دیر کر دی کہ دوسرا رمضان آگیا تو موجودہ رمضان کے روزے رکھے کیونکہ اس کا وقت آپہنچا ہے اس کے بعد گذشتہ کی قضا دے اور رمضان کے روزوں کی قضا چاہے پے درپے بلا ناغہ دے یا بیچ میں ناغہ کر کے دے۔

عن ابن عمر ان النبی صلے اللہ علیہ وسلم قال قضاء رمضان ان شاء فرق وان شاء تابع (دارقطنی) رمضان کی قضا چاہے پے درپے روزہ رکھکر دے یا متفرق کر کے۔

فائدہ۔ جو شخص مرجائے اور اس کے ذمہ رمضان کے روزوں کی قضا دینی ہو تو اس کے ولی اس کی طرف سے روزہ رکھدیں میت کے ذمہ سے فرض ساقط ہو جائے گا من مات وعلیہ صیام صام عنہ ولیہ (صحیحین) جو شخص

مرجائے اور اس کے ذمہ روزے ہوں تو اس کی طرف سے اس کا ولی روزہ رکھے یہی حکم میت کے نذر والے روزوں کا بھی ہے۔ حضرت ابن عمرؓ کی وہ حدیث جس میں کھانا کھلانے کا ذکر ہے ضعیف اور ناقابل احتجاج ہے۔

بیمار۔ مسافر۔ حاملہ۔ مرضعہ کیلئے شرعی رخصت اگر مسافر۔ بیمار۔ حاملہ کو روزہ رکھنے کی وجہ سے تکلیف پہنچتی ہو اور دودھ پلانے والی عورت کے دودھ خشک ہونے کا خوف ہو تو ان لوگوں کیلئے شریعت کی طرف سے اجازت ہے کہ روزہ نہ رکھیں بلکہ مسافر کیلئے اس صورت میں روزہ نہ رکھنا افضل ہے۔

فَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ مَرِيضًا أَوْ عَلَىٰ سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِنْ أَيَّامٍ أُخَرَ ؕ بیمار اور مسافر کیلئے رخصت ہے کہ روزے نہ رکھیں لیکن اس کے بعد ان چھوٹے ہوئے روزوں کی قضا دینی ہوگی۔ ان الله وضع عن المسافر شطر الصلوٰة و الصوم عن المسافر وعن المرضع والحبلى (ابوداؤد۔ ترمذی۔ نسائی۔ ابن ماجہ) اللہ نے مسافر کو قصر کی اجازت دی ہے اور مسافر حاملہ مرضعہ کو روزہ نہ رکھنے کی رخصت دیدی ہے۔

اگر سفر میں تکلیف نہ ہو اور بیماری۔ حمل۔ دودھ پلانے کی حالتوں میں روزہ رکھنے سے ضرر اور مشقت نہ ہو تو روزہ رکھنا افضل ہے۔ اور جس طرح مسافر یا بیمار کو قضا دینی ہوتی ہے اسی طرح حاملہ کو وضع حمل کے بعد جب روزہ رکھنے کی طاقت ہو اور مرضعہ کو جب دودھ خشک ہونے کا خوف جاتا رہے چھوٹے ہوئے روزوں کی قضا دینی چاہیے۔ قال شیخنا رحمہ اللہ فی شرح الترمذی الظاهر انهما (الحامل والمرضعة) فی حکم المریض فیلزمهما القضاء انتہی

بوڑھے مرد اور بوڑھی عورت کیلئے شرعی رخصت وہ بوڑھا مرد اور بوڑھی عورت جو روزہ رکھنے کی قدرت نہ رکھتے ہوں یا روزہ رکھنے کی صورت میں انتہائی کمزوری ہو جانے کی وجہ سے اٹھنا بیٹھنا مشکل ہو تو ان کیلئے اجازت ہے کہ روزہ نہ رکھیں اور ہر روزہ کے بدلے ایک مسکین کو کھانا کھلا دیا کریں۔ آیت۔ وعلى الذين يطيقونه فدية طعام مسكين ؕ کے متعلق حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ هى للشيخ الكبير والمرءة الكبيرة لا يستطيعان ان يصوما فيطعمان مكان كل يوم مسكينا۔ (بخاری)

روزے کا ثمرہ اور مقصد يا ايها الذين امنوا كتب عليكم الصيام كما كتب على الذين من قبلكم لعلكم تتقون ؕ مسلمانو! جس طرح تم سے پہلی قوموں پر روزے فرض کئے گئے تھے اسی طرح تم پر فرض کئے گئے شهر رمضان الذى انزل فيه القرآن هدى للناس وبينات من الهدى والفرقان فمن شهد منكم الشهر فليصمه ومن كان مريضا او على سفر فعدة من ايام اخر يريد الله بكم اليسر ولا يريد بكم العسر ولتكملوا العدة ولتكبروا الله على ما هداكم ولعلكم تشكرون ؕ رمضان کا مہینہ وہ ہے جس میں قرآن اتارا گیا جو لوگوں کیلئے ہدایت ہے جو ہدایت اور حق و باطل کی تمیز کی دلیل ہے پس جو اس مہینہ میں زندہ رہے وہ روزے رکھے جو بیمار یا مسافر ہو وہ ان کے بدلے اور دنوں میں روزے رکھے۔ خدا تمہارے ساتھ آسانی چاہتا ہے سختی نہیں چاہتا اور تاکہ تم روزوں کی تعداد پوری کر سکو اور تاکہ تم خدا کی ہدایت پر اسکی بڑائی کرو اور شکر ادا کرو۔

ہم نے پہلے بتایا ہے کہ روزہ کی حقیقت نزول قرآن کی یادگار ہے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی اسوۂ حسنہ کی اتباع ہے کہ آپ ان دنوں میں

اسی طرح غار حرا میں عبادت میں مشغول رہتے اور اسی اثنا میں آفتاب ہدایت قرآن پاک آپکو مرحمت ہوا جس سے ہمارے جسم کو زندگی اور روح کو تسکین حاصل ہوئی اسلئے ضروری ہے کہ تمام مسلمان ان مبارک دنوں میں ایسی زندگی گذاریں جو حامل قرآن کا نمونہ اور قرآن کریم کا مقتضی ہو۔

قرآن پاک نے روزہ کے حکم کے موقعہ پر ہمکو روزے کے تین نتیجے بتائے ہیں۔ اتقار۔ تکبیر۔ شکر۔ انسانی کاموں کا حقیقی وجدان کے نتیجوں اور ثمروں کا وجود ہے اگر نتیجہ اور ثمرہ ظاہر نہیں ہوا تو سمجھنا چاہئے کہ وہ کام بھی نہیں ہوا اگر بیمار کو حکیم نے دوا دی لیکن جس فائدہ کیلئے دی تھی وہ فائدہ حاصل نہیں ہوا تو سمجھنا چاہئے کہ حکیم نے دوا نہیں دی اور نہ بیمار نے دوا استعمال کی۔ اسی طرح روزہ کو ہمارا روحانی علاج سمجھنا چاہئے پس اگر روزہ سے روحانی شفا یعنی تقوی تسبیح وتقدیس تکبیر وتہلیل حمد وثنا وغیرہ نہ حاصل ہو تو حقیقت میں وہ روزہ نہیں ہے بلکہ فاقہ ہے اور ایسا روزہ دار فاقہ کش ہے جسکو بھوک پیاس کی تکلیف کے علاوہ کوئی فائدہ حاصل نہیں ہوا۔ خدا کے نزدیک ایسے روزہ کی کوئی حقیقت نہیں ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ من صائم لیس من صیامہ الا الظما وکم من قائم لیس من قیامہ الا السھر (دارمی) کتنے روزے دار ہیں جن کو بجز تشنگی کچھ حاصل نہیں اور کتنے تہجد گذار ہیں جن کے تہجد سے بجز بیداری کچھ فائدہ نہیں۔

روزے کا پہلا ثمرہ اتقا بتایا گیا ہے جس کے معنی اصطلاح شرع میں ہر قسم کی جسمانی نفسانی دنیاوی لذائذ اور خواہشات سے جسم اور روح کو محفوظ رکھنے کے ہیں اور یہی روزہ کی حقیقت ہے جس کے ساتھ تکبیر۔ حمد وثنا بھی ہونا چاہئے ہم خیال کرتے ہیں کہ گناہ کے ارتکاب نفسانی خواہش کی پیروی۔ عصیان وطغیان سے روزہ نہیں ٹوٹتا مگر یاد رکھنا چاہئے دل اور روح کا روزہ ضرور ٹوٹ جاتا ہے اور جب روح وقلب کا روزہ نہیں باقی رہا تو محض جسم کا روزہ بے سود اور غیر مفید ہے۔ الصائم فی عبادۃ من حین یصبح الی ان یمسی مالم یغتب فاذا اغتاب خرق صومہ (دیلمی) روزہ دار صبح سے شام تک خدا کی عبادت میں رہتا ہے جب تک کسی کی غیبت نہ کرے جب وہ غیبت کرتا ہے تو وہ اپنے روزے کو پھاڑ ڈالتا ہے۔

ہم سمجھتے ہیں کہ ہمارے برے اور بیہودہ کام لغو باتیں سرکشی نفس روزہ کے منافی نہیں ہیں لیکن یہ خیال جھوٹا اور غلط ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں لیس الصیام من الاکل والشرب انما الصیام من اللغو والرفث (حاکم بیہقی) روزہ کھانے پینے سے پرہیز کا نام نہیں ہے بلکہ حقیقت میں برے اور لغو کام سے بچنے کا نام ہے

ہمارے طرز عمل سے معلوم ہوتا ہے کہ ہم جھوٹی باتوں برے عملوں کو روزہ کی صحت کیلئے مضر نہیں خیال کرتے حالانکہ آنحضرت فرماتے ہیں من لم یدع قول الزور والعمل بہ فلیس للہ حاجۃ فی ان یدع طعامہ وشرابہ (بخاری وغیرہ) جو شخص روزے کی حالت میں بھی کذب وزور اور اسپر عمل کرنا نہ چھوڑے تو خدا کو کوئی ضرورت نہیں کہ اس کیلئے روزہ دار اپنا کھانا پینا چھوڑ دے

پس اچھی طرح سمجھ لینا چاہئے کہ روزہ دار حقیقت میں نیکی اور بھلائی کا مجسمہ ہوتا ہے نہ تو وہ کسی کی غیبت کرتا ہے نہ لغو بیہودہ عمل کرتا ہے نہ کذب و زور اور جہالت کے کاموں میں اپنے کو ملوث کرتا ہے نہ نفسانی خواہش کی اتباع

کرتا ہے بلکہ برائی کا بدلہ نیکی کے ساتھ دیتا ہے ۔

اذا کان یوم صوم احدکم فلا یرفث و لا یصخب فان سابہ احد او قاتلہ فلیقل انی امرء صائم (بخاری وغیرہ)

تم میں سے جب کسی کے روزے کا دن ہو تو نہ بدگوئی کرے نہ شور و غل کرے اگر کوئی اسکو برا کہے یا اس سے آمادہ پیکار ہو تو کہہ دے میں روزے سے ہوں ۔

ماہ رمضان میں نیک کاموں کا ثواب زیادہ ہو جاتا ہے

من تقرب فیہ بخصلۃ من الخیر کان کمن ادی فریضۃ فیما سواہ ومن ادی فریضۃ کان کمن ادی سبعین فریضۃ فیما سواہ ۔ جس شخص نے رمضان میں ایک نیک نفلی کام کے ذریعہ اللہ کی نزدیکی چاہی تو وہ اس شخص کی طرح ہے جس نے ایک فرض ادا کیا اور جس نے ایک فرض ادا کیا وہ اس شخص کی طرح ہے جس نے ماسوا رمضان میں ستر فریضے ادا کئے ۔

معلوم ہوا کہ اس مقدس اور بابرکت مہینے میں ہر ایک نیک اور اچھے کام کا ثواب بہت زیادہ ملتا ہے خواہ نفلی ہو یا فرض ۔ پس قرآن کی تلاوت تسبیح و تقدیس تکبیر و تہلیل حمد و شکر تراویح اور دوسرے نیک کاموں میں بہت زیادہ کوشش کرنی چاہئے اس مبارک مہینے میں دل کھولکر صدقات خیرات کرنا چاہئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سخاوت تیز وتند ہوا سے بھی زیادہ ہو جایا کرتی تھی اسی لئے آپ نے اس مہینہ کو شہر المواساۃ (ایک دوسرے کی غمخواری اور مدد کرنے کا مہینہ) بتایا ہے ۔ ہمارا سالانہ فرض دو ہے ایک جسمانی اور ایک مالی فریضہ مالی (زکوٰۃ) اگرچہ کسی وقت کے ساتھ محدود اور مخصوص نہیں ہے مگر جب رمضان میں ایک فرض کی ادائیگی سے ستر فریضہ کی ادائیگی کا ثواب ملتا ہے تو ادائیگی زکوٰۃ (فریضہ مالی) کیلئے رمضان سے بڑھکر دوسرا کونسا وقت ہوگا ؟

تراویح یا تہجد یا قیام رمضان

تراویح تہجد قیام رمضان تینوں ایک چیز ہے ۔ ابن ماجہ میں حضرت ابوذر رضہ والی لمبی حدیث اس دعوی کی روشن دلیل ہے اس حدیث کا خلاصہ یہ ہے کہ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ہم نے آنحضورؐ کے ساتھ رمضان کے روزے رکھے آپ نے آخر دہے کی تین راتوں میں ہمارے ساتھ (تراویح کی) نماز (قیام لیل) اس طرح پڑھائی پہلی رات میں اول شب میں ادا کی یہانتک کہ تہائی رات گذر گئی اور دوسری رات میں نصف شب تک پڑھائی ہم نے بقیہ نصف شب میں بھی پڑھنے کی درخواست کی آپ نے فرمایا جس نے امام کے ساتھ قیام کیا اس نے پوری شب کا قیام کیا تیسری رات میں آپ نے آخر شب میں گھر والوں کو جمع کیا اور سب کے ساتھ نماز (تراویح) پڑھی یہانتک کہ ہم کو ڈر ہوا کہ سحری کا وقت ختم ہو جائے ۔

اس روایت سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ آپ نے تراویح کو رات کے تینوں حصوں میں ادا فرمایا ہے اور اس کا وقت عشاء کے بعد سے آخر رات تک اپنے عمل کے ذریعہ بتا دیا اب تہجد کیلئے کونسا وقت باقی رہا پس تراویح اور

تہجد کے ایک ہونے میں کوئی شبہ نہیں رہا۔ "العرف الشذی" میں ہے لامناص من ان تراویحہ علیہ السلام کانت ثمانیۃ ولم یثبت فی روایۃ من الروایات انہ علیہ السلام صلی التراویح والتہجد علیحدۃ فی رمضان الخ یعنی اس بات کے تسلیم کئے بغیر چارہ نہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز تراویح آٹھ رکعت تھی اور کسی روایت سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ آنحضور نے نماز تراویح اور تہجد علیحدہ علیحدہ پڑھا۔ تراویح یا تہجد کا جماعت کے ساتھ یا تنہا مسجد میں یا گھر میں آخر رات میں پڑھنا افضل ہے۔ حضرت عمر فرماتے ہیں والتی تنامون عنہا افضل من التی تقومون ۔ تراویح آخر رات میں پڑھنا جس میں تم سو جاتے ہو اول رات میں پڑھنے سے افضل ہے مگر اس غفلت ۔ حیلہ سازی ۔ بہانہ جوئی ۔ عذر تراشی کے زمانہ میں مسجد میں اول رات میں جماعت کے ساتھ تراویح ادا کی جائے ورنہ اکثر لوگ اس سے غافل ہو کر چھوڑ بیٹھیں گے اور کبھی پورے قرآن کی تلاوت تو درکنار اوسکا سماع بھی نصیب نہیں ہوگا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ خلافت میں تراویح باجماعت مسجد میں اول شب میں ہوا کرتی تھی اور اور آپ نے بھی پہلی رات میں اول شب میں ادا فرمائی تھی۔

تعداد رکعات تراویح

تراویح کے بارے میں سلف کے مختلف اقوال ہیں۔ چالیس ۔ چھتیس ۔ چونتیس ۔ اٹھائیس ۔ چوبیس ۔ اڑتیس ۔ بیس ۔ آٹھ ۔ ان اقوال کو عینی وغیرہ نے بالتفصیل ذکر کیا ہے۔ ان مختلف اقوال سے اس دعویٰ کی حقیقت واضح ہوگئی کہ بیس رکعت پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں اجماع ہوگیا تھا ان اقوال مختلفہ میں پچھلا قول یعنی آٹھ رکعت اور وتر کو شامل کرکے کل گیارہ رکعت صحیح ہے اور سنت کے مطابق اور اس کے علاوہ کوئی قول سنت کے موافق نہیں ہے ہاں اگر کوئی آٹھ رکعت سے زیادہ پڑھنا چاہے تو پڑھ سکتا ہے چاہے بیس پڑھے یا چوبیس یا اٹھائیس یا چونتیس یا چالیس یا چھتیس آٹھ کے بعد سب تعداد برابر ہے بیس کی کوئی خصوصیت نہیں ہے جیسا کہ آجکل سمجھا جاتا ہے اور نہ یہ سنت عمری ہے بلکہ حضرت عمرؓ نے بھی اپنے زمانہ خلافت میں کل گیارہ ہی رکعت پڑھنے کا حکم دیا تھا۔

دلائل گیارہ رکعت تراویح مع وتر

(۱) عن ابی سلمۃ بن عبدالرحمن انہ سال عائشۃ کیف کانت صلوۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی رمضان فقالت ما کان یزید فی رمضان ولا فی غیرہ علی احدی عشر رکعۃ (صحیحین) یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رمضان اور غیر رمضان میں تراویح (تہجد) گیارہ رکعت سے زائد نہیں پڑھتے تھے۔

(۲) عن جابر قال صلی بنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی شہر رمضان ثمان رکعات والوتر۔ (طبرانی ۔ محمد بن نصر ۔ ابن خزیمہ ۔ ابن حبان) یعنی آنحضرتؐ نے ہم کو رمضان کے مہینہ میں آٹھ رکعت تراویح پڑھائی پھر وتر پڑھا۔

(۳) عن جابر انہ قال جاء ابی بن کعب الی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فقال یا رسول اللہ انہ کان

منی اللیلة شئ قال وما ذاك یا ابی قال نسوة فی داری قلن انا لا نقرأ القرآن فنصلی بصلوتك قال فصلیت بهن ثمان رکعات واوترت فکانت سنة الرضا ولم یقل شیئا (اخرجه ابویعلی قال الهیثمی فی مجمع الزوائد اسناده حسن) ؁ ابی بن کعب آنحضرت کے پاس آئے اور کہنے لگے کہ مجھ سے رات ایک کام سرزد ہوگیا فرمایا کیا ہوا عرض کیا میرے گھر چند عورتوں نے کہا کہ ہم قرآن نہیں پڑھتیں تمہارے ساتھ نماز پڑھیں گی اور قرآن سنیں گی۔ پس میں نے ان کو آٹھ رکعت تراویح پڑھائی اور وتر ادا کیا آپ خاموش رہے اور یہ سنت رضا ہوگئی۔

(۴) عن السائب بن یزید انہ قال امر عمر بن الخطاب ابی بن کعب وتمیما الداری ان یقوما للناس باحدی عشرۃ رکعۃ الحدیث (اخرجہ مالک فی الموطا وسعید بن منصور وابوبکر بن ابی شیبة قال النیموی فی آثار السنن اسنادہ صحیح) حضرت عمرؓ نے ابی بن کعب اور تمیم داری کو گیارہ رکعت تراویح پڑھانے کا حکم دیا۔

بیس رکعت والی کوئی روایت اور اثر صحیح طور سے ثابت نہیں ہے کما حققہ شیخنا فی شرح الترمذی فلیرجع الیہ من شاء۔ علامہ ابن الہمام حنفی اور مولانا عبدالحق دہلوی مولانا عبدالحی حنفی اور دیگر علمائے حنفیہ نے بھی بیس رکعت والی مرفوع روایات کو ضعیف بتایا ہے اور گیارہ رکعت سنت اور اصل قرار دیا ہے۔

لیلۃ القدر

شب قدر وہ مبارک رات ہے جس میں خدا کا کلام نازل ہونا شروع ہوا۔ عزت وحرمت کی رات ہے جو ہزار مہینہ سے بہتر ہے۔ امن وسلامتی کی رات ہے جس میں عالم کیلئے امن و سلامتی کا پیغام اترا وہ برکت والی رات ہے جس میں برکات ربانی رحمتہائے آسمانی کی ہم پر سب سے پہلے بارش ہوئی۔

انا انزلناہ فی لیلۃ القدر وما ادراك ما لیلۃ القدر لیلۃ القدر خیر من الف شھر تنزل الملئکۃ و الروح فیھا باذن ربھم من کل امر سلٰم ھی حتی مطلع الفجر۔ ہم نے قرآن کو شب قدر میں اتارا ہے تمہیں کیا معلوم کہ شب قدر کیا ہے وہ ہزار مہینہ سے بھی بہتر ہے اس میں فرشتے اور روح الامین جبرئیل اپنے رب کے حکم سے امن او سلامتی لیکر اترتے ہیں جو طلوع فجر تک قائم رہتی ہے۔

انا انزلناہ فی لیلۃ مبارکۃ انا کنا منذرین فیھا یفرق کل امر حکیم امرا من عندنا انا کنا مرسلین رحمۃ من ربك انہ ھو السمیع العلیم۔ من قام لیلۃ القدر ایمانا واحتسابا غفر لہ ما تقدم من ذنبہ (صحیحین) جس نے شب قدر میں ایمان اور طلب ثواب کی نیت سے تراویح اور قیام کیا اس کے اگلے گناہ معاف کردیے جائیں گے پس ہر مسلمان کو چاہیے کہ وہ اس رات میں رحمت الٰہی کا طلبگار ہو اور رحیم وکریم کے سامنے سرنیاز جھکا دے اور خشوع خضوع سے یہ دعا پڑھے اَللّٰھُمَّ اِنَّكَ عَفُوٌّ تُحِبُّ العَفْوَ فَاعْفُ عَنِّیْ ؁ اے اللہ تو بڑا معاف کرنے والا ہے درگذر کرنے کو پسند کرتا ہے پس میرے گناہوں سے درگذر فرما۔ حضرت عائشہؓ نے آپ سے عرض کیا اگر میں شب قدر پاؤں تو کیا پڑھوں آپ نے ان کو یہی دعا سکھائی (احمد ترمذی ابن ماجہ) شب قدر رمضان کے آخر عشرہ میں پانچ طاق راتوں

میں کسی ایک رات میں ہوتی ہے پس ہر مسلمان کو چاہئے کہ رمضان کے آخر دہے کی راتوں میں خصوصیت اور غایت اہتمام کے ساتھ تسبیح و تقدیس تکبیر و تہلیل استغفار و ذکر الٰہی تلاوت قرآن نفل نمازوں میں مشغول رہے اور طاق راتوں میں شب قدر کی جستجو کرے کہ اس ایک رات کی عبادت ہزار رات کی عبادت سے بڑھکر ہے۔

اعتکاف

عبادت الٰہی کی نیت سے مسجد میں اپنے کو مقید کرنا اعتکاف ہے اور یہ سنت موکدہ ہے۔

عن عائشۃ قالت کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یعتکف العشر الاواخر من رمضان حتی توفاہ اللہ عزوجل ثم اعتکف ازواجہ من بعدہ (صحیحین) یعنی آپ ہمیشہ رمضان کے آخری دہے میں اعتکاف کیا کرتے تھے تاآنکہ اللہ نے آپ کو وفات دیدی آپ کے بعد آپ کی ازواج اعتکاف کرتی رہیں۔

اعتکاف کرنے والا چونکہ قرب الٰہی کی طلب میں اپنے کو خدا کی عبادت کیلئے وقف کردیتا ہے اور دنیا کے تمام مشاغل سے دور ہوجاتا ہے اسلئے ان اشخاص کی مشابہ ہے جن کے بارے میں ارشاد ہے۔

لَا یعصون اللہ ما امرھم ویفعلون ما یومرون ۔ اللہ کے حکم کی نافرمانی نہیں کرتے اور جو کچھ حکم دیا جاتا ہے کرتے ہیں ۔یسبّحون اللیل والنھار لا یفترون ، رات دن پاکی بیان کرتے ہیں اور سستی نہیں کرتے۔ الَّذین یذکرون اللہ قیاما وقعودا وعلی جنوبھم ۔ اللہ کو کھڑے اور بیٹھے اور پہلوؤں پر لیٹے ہوئے یاد کرتے ہیں اور ذکر خدا میں مشغول رہتے ہیں۔ الذّین اذا ذکروا بھا خروا سجدا وسبحوا بحمد ربھم وھم لا یستکبرون تتجافی جنوبھم عن المضاجع یدعون ربھم خوفا وطمعا ومما رزقنھم ینفقون ۔ رجالٌ لا تلھیھم تجارۃ ولا بیع عن ذکر اللہ ۔ ان کی حالت یہ ہے کہ جب آیات قرآنیہ کے ساتھ ان کو نصیحت کیجاتی ہے تو سجدہ میں گر پڑتے ہیں اور حمد الٰہی کے ساتھ رب کی پاکی بیان کرتے ہیں۔ ان کے پہلوان کی خوابگاہوں سے دور رہتے ہیں امید و بیم کی حالت میں اپنے رب سے دعائیں کرتے ہیں اور ہمارے دیئے ہوئے سے خرچ کرتے ہیں۔ اللہ کی یاد سے خرید و فروخت ان کو غافل نہیں کرتی۔

عن عائشۃ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم کان اذا دخل العشر الاواخر احیا اللیل وایقظ اھلہ وشد مئزرہ (صحیحین) عنھا قالت کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یجتھد فی العشر الاواخر ما لا یجتھد فی غیرہ (مسلم)

ایک دن یا ایک رات یا اس سے زیادہ جتنے چاہے اعتکاف کرسکتا ہے مگر رمضان کے پورے آخری عشرہ کا اعتکاف سنت موکدہ ہے پس جو شخص پورے عشرہ کا اعتکاف کرنا چاہتا ہو بیسویں رمضان کو دن کے آخر حصہ میں آفتاب غروب ہونے سے کچھ پہلے مسجد میں پہنچ جائے اور اکیسویں تاریخ کی رات مسجد میں گزارے اور مسجد کے جس گوشہ میں اس کیلئے اعتکاف کی جگہ متعین کی گئی ہے صبح کی نماز سے فارغ ہوکر اس جائے معین

اعتکاف کو اختیار کرے۔

اعتکاف مرد عورت اور نابالغ بھی کر سکتے ہیں مگر عورت کو اپنے شوہر کی اجازت حاصل کرنی ضروری ہے۔ اعتکاف اپنے شہر یا قصبہ کی جامع مسجد میں کرنا چاہیے وھو مختار شیخنا العلامۃ الاجل الشیخ عبدالرحمن المبارکپوری رحمہ اللہ تعالیٰ کما صرح بہ فی شرح الترمذی ۔ عورت بھی مسجد میں اعتکاف کر سکتی ہے (جیسا کہ ازواج مطہرات مسجد نبوی میں معتکف ہوتی تھیں) مگر اس کے لیے اس کے شوہر یا ذی محرم کی ضرورت ہے۔ زمانہ کے خراب اور پرفتن ہونے کی وجہ سے علمائے حنفیہ کے نزدیک عورت کا مسجد میں اعتکاف کرنا مکروہ ہے ان کے نزدیک اسکو اپنے گھر کی مسجد میں یا گھر کی کسی مخصوص جگہ میں اعتکاف کرنا چاہیے۔ مگر حدیث میں اجازت ہے۔

کن امور سے اعتکاف فاسد نہیں ہوگا اور جائز ہیں

مسجد گر جانے یا زبردستی مسجد سے نکال دیئے جانے یا جان و مال کے خوف سے مسجد سے باہر نکل جانا بشرطیکہ دوسری مسجد میں فوراً چلا جائے۔ مسجد میں کھانا پینا سونا۔ مسجد میں کسی دوسرے کو ضرورت کے وقت خرید و فروخت کی ہدایت کرنا۔ نکاح کرنا۔ عمدہ لباس پہننا۔ سر میں تیل لگانا۔ خوشبو استعمال کرنا۔ کوئی دوسرا کھانا لانے والا نہیں ہے اسلئے خود گھر جا کر کھانا لانا۔ پیشاب پاخانہ کیلئے قریب سے قریب جگہ جانا۔ غسل جنابت کے لئے مسجد سے باہر جانا (بعض روایتوں سے چونکہ جامع مسجد کے علاوہ دوسری ایسی مسجد میں جہاں جماعت کے ساتھ پنجگانہ نماز ہوتی ہو اعتکاف کرنا جائز ہے اس لئے جامع مسجد میں جمعہ کی نماز ادا کرنے کیلئے اسقدر پہلے جا سکتا ہے کہ خطبہ سے پہلے چار رکعت پڑھ سکے اور نماز فرض کے بعد اس قدر ٹھہر سکتا ہے کہ چار یا چھ رکعت سنت پڑھ سکے۔

ممنوعات اعتکاف

بیوی سے بوس و کنار اور صحبت کرنا۔ ولا تباشروھن وانتم عاکفون فی المساجد ۔ مسجدوں میں اعتکاف کی حالت میں بیویوں سے مباشرت وغیرہ نہ کرو جنازہ اٹھانے یا جنازہ کی نماز پڑھنے کے واسطے یا بیمار کی عیادت اور تیمار داری کیلئے مسجد سے نکلنا ہاں اگر قضائے حاجت کیلئے معتکف مسجد سے باہر گیا اور راستہ میں کوئی بیمار مل گیا تو اس سے چلتے چلتے حال پوچھ لینے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ عن عائشۃ قالت السنۃ علی المعتکف ان لا یعود مریضا ولا یشھد جنازۃ ولا یمس امرأۃ ولا یباشرھا ولا یخرج لحاجۃ الا لما لابد منہ (ابوداؤد) معتکف کیلئے سنت یہ ہے کہ کسی بیمار کی عیادت نہ کرے اور نہ جنازے میں حاضر ہو اور نہ عورت کو چھوئے اور نہ مباشرت و جماع کرے اور پیشاب پاخانے کی حاجت کے علاوہ کسی اور حاجت سے نہ نکلے۔

صدقہ فطر

ہم پہلے بتلا چکے ہیں کہ روزہ دار مجسم نیکی ہوتا ہے اس کا جسم انسانی ہوتا ہے مگر روح فرشتوں کی

زندگی گزارتی ہے نہ تو وہ غیبت کرتا ہے نہ جہالت کے کام کرتا ہے مگر پھر بھی وہ معصوم نہیں ہے اس سے غلطی اور لغزش ہو سکتی ہے گناہ اور برائی میں مبتلا ہو سکتا ہے زبان سے بیہودہ اور لغو باتیں نکل آتی ہیں۔ ظاہری ایسی حالت میں روزہ ان عیوب اور نقصانات سے منزہ اور پاک نہیں رہیگا اسی لئے رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمارے روزوں کو ان نقائص سے پاک صاف اور مقبول ہونے کیلئے ایک نہایت سہل صورت بتائی ہے جس کو اصطلاح شرع میں صدقۃ الفطر کہتے ہیں اور جو دیگر فرائض کی طرح ایک فریضہ ہے۔

صوم شھر رمضان معلق بین السماء والارض ولا یرفع الا بزکوۃ الفطر (ترغیب ترہیب) رمضان کے روزے آسمان اور زمین کے درمیان معلق رہتے ہیں اور جب تک صدقۃ الفطر نہ ادا کیا جائے مقبول نہیں ہوتے۔

عن ابن عباس قال فرض رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم زکوۃ الفطر طھرۃ للصائم من اللغو والرفث الحدیث (ابوداؤد ابن ماجہ) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صدقۃ الفطر فرض کیا ہے روزہ دار کے روزے کو لغو اور فحش گوئی سے پاک اور صاف کرنے کیلئے۔

صدقہ فطر کس پر فرض ہے

صدقہ فطر کی فرضیت کیلئے یہ ضروری نہیں ہے کہ اس کے پاس زکوٰۃ کا نصاب ہو بلکہ جس طرح ایک دولتمند پر فرض ہے اسی طرح اس غریب پر بھی فرض ہے جس کے پاس عید کے دن اپنی اور اہل وعیال کی خوراک سے زائد اسقدر موجود ہو کہ ہر ایک کی طرف سے ایک صاع غلہ دیسکے بلکہ غربا کو دوسروں کے دیئے ہوئے غلہ سے صدقہ فطر ادا کرنا چاہیئے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ اما غنیکم فیزکیہ اللہ واما فقیرکم فیرد اللہ اکثر مما اعطے (صدقہ فطر کے ذریعہ اللہ غنی کو پاک صاف کرتا ہے اور غریب کو اس کے ساتھ جتنا اس نے دیا اس سے زیادہ واپس لوٹاتا ہے۔

معلوم ہوا صدقہ فطر امیر غریب مستطیع غیر مستطیع سب پر فرض ہے ونیز حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں فرض رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم زکوٰۃ الفطر من رمضان صاعا من تمر او صاعا من شعیر علی العبد والحر والذکر والانثی والصغیر والکبیر من المسلمین (صحیحین) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صدقہ فطر ایک صاع کھجور یا ایک صاع جو غلام۔ آزاد۔ مرد۔ عورت۔ نابالغ۔ بالغ مسلمان پر فرض کر دیا ہے۔

مگر بیوی بچوں غلاموں کا صدقہ فطر مالک اور صاحب خانہ کو دینا ہوگا حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں امر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بصدقۃ الفطر عن الصغیر والکبیر والحر والعبد ممن تمونون (دارقطنی) یعنی بالغ نابالغ آزاد غلام کے نفقہ اور خرچ کا جو ذمہ دار ہو اس کو ان کی طرف سے صدقہ فطر ادا کرنے کا حکم فرمایا۔

اگر بیوی بچے مکان پر نہ ہوں بلکہ سفر میں ہوں تو ان کا صدقہ فطر بھی ادا کرنا ہوگا ہاں اگر کسی نابالغ لڑکی سے نکاح کیا ہے اور عدم بلوغ کے باعث رخصتی نہ ہونے کی وجہ سے وہ اپنے والدین کے یہاں ہے تو اس کا

صدقہ فطر اس کے باپ کو ادا کرنا ہوگا۔ اور وہ عورت جو اپنے شوہر کی اجازت کے بغیر نافرمانی کر کے ماں باپ کے یہاں چلی گئی ہو تو اس کا صدقہ فطر اس کے شوہر پر فرض نہیں ہے۔

صدقہ فطر انہی لوگوں پر فرض نہیں ہے جن پر روزے فرض ہیں بلکہ ہر مسلمان پر فرض ہے خواہ بالغ ہو یا نابالغ مرد ہو یا عورت جیسا کہ صحیحین کی احادیث سے معلوم ہو چکا آپ نے صدقہ فطر کو طعمۃ للمساکین (مساکین کی خوراک) فرمایا پس صدقہ فطر جس طرح روزہ دار کی فحش کلامی اور بیہودہ گوئی کو دور کرنے کی حیثیت سے فرض کیا گیا ہے اسی طرح مساکین کی خوراک ہونے کی حیثیت سے بھی فرض کیا گیا ہے پس جو شخص عید کی صبح کو مسلمان ہو جائے یا جو بچہ عید کی صبح کو پیدا ہو جائے اس پر صدقہ فطر فرض ہے۔

صدقہ فطر کب ادا کرنا چاہیئے

صدقہ فطر عید کی صبح کو عید کی نماز سے پہلے ادا کرنا چاہیے اگر عید کی نماز کے بعد ادا کیا گیا تو صدقہ فطر نہیں ادا ہوگا اور صدقہ فطر کا ثواب نہیں ملیگا۔ بلکہ مطلق صدقہ اور خیرات کے حکم میں ہو جائیگا۔

فمن اداھا قبل الصلوۃ فھی زکوۃ مقبولۃ ومن اداھا بعد الصلوۃ فھی صدقۃ من الصدقات (ابوداود ابن ماجہ) جس نے صدقہ فطر قبل نماز عید ادا کیا تو وہ صدقہ فطر مقبول ہوگا اور جس نے بعد نماز ادا کیا تو وہ مطلق خیرات کے حکم میں ہو جائے گا۔

حضرت ابن عمر صحابی فرماتے ہیں امر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بزکوۃ الفطر قبل خروج الناس الی الصلوۃ (بخاری) آنحضورؐ نے صدقہ فطر عیدگاہ میں جانے سے پہلے ادا کرنے کا حکم دیا۔ اگر قوم کی طرف سے کوئی نظام مقرر ہے اور وہ آجکل کے زکوٰۃ اور صدقہ خور سرداروں کی طرح نہیں ہے بلکہ زکوٰۃ اور صدقہ کو ان کے مصارف میں دیانتداری کے ساتھ پہنچا دینے کے لیے۔ . . . عید کے دو ایک دن پہلے بھیجدینا کہ وہ جمع ہو کر باقاعدہ مستحقین کو ادا کر دیا جائے جائز ہے عبداللہ بن عمرؓ کے متعلق بخاری میں ہے کان یعطیھا الذین یقبلونھا وکانوا یعطون قبل الفطر بیوم او بیومین قال البخاری کانوا یعطون لیجمع لا للفقراء۔ موطا میں ابن عمرؓ کے متعلق ہے کان یبعث زکوۃ الفطر الی الذی یجمع عندہ قبل الفطر بیومین او ثلثۃ قال شیخنا فی شرح الترمذی اثر ابن عمر انما یدل علی جواز اعطاء صدقۃ الفطر قبل الفطر بیوم او بیومین لیجمع لا للفقراء کما قال واما اعطاءھا قبل الفطر بیوم او یومین للفقراء فلم یقم علیہ دلیل انتہی

جمع شدہ صدقہ فطر عید کے دن مساکین وفقراء کو تقسیم کردے تاکہ وہ اس روز سوال سے بے نیاز ہو جائیں اور شرعی مصلحت پوری ہو جائے۔ عبداللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں کان یامرنا ان نخرجھا قبل ان نصلی فاذا انصرف قسمہ بینھم (سعید بن منصور)

صدقہ فطر کسقدر اور کن چیزوں سے دینا چاہیئے

صدقہ فطر اس غلہ سے دینا چاہیئے جو عام طور پر وہاں کے لوگوں کی خوراک ہو اگر عام طور پر چاول کھایا جاتا ہے تو چاول دینا چاہیئے وقس علیٰ ھذا۔ اور بغیر فرق وامتیاز کے ہر جنس سے ایک صاع حجازی دینا چاہیئے (وھوالاحوط عند شیخنا کما صرح بہ فی شرح الترمذی) لیکن وہ جنس گھٹیا نہیں ہونی چاہیئے۔ صاع حجازی یعنی صاع نبوی کی تول انگریزی سیر سے مختلف غلوں کی مختلف ہوتی ہے۔ اس لئے تعیین نہیں کی جاسکتی پس جن لوگوں نے مطلقاً تین سیر یا چار سیر یا پونے تین سیر یا سوا دو سیر لکھا ہے صحیح نہیں ہے۔

اس بات پر سب کا اتفاق ہے کہ کھجور، جو، پنیر، منقی سے ایک صاع فی کس صدقہ فطر ادا کیا جائے لیکن گیہوں میں اختلاف ہے کہ ایک صاع دینا چاہیئے یا نصف صاع۔ گیہوں سے صدقہ فطر دینے کے بارے میں کوئی صحیح مرفوع حدیث ثابت نہیں ہے۔ کما صرح بہ الحافظ والشوکانی والزیلعی وغیرہم ہاں اکثر صحابہ گیہوں سے نصف صاع دیئے جانے کے قائل تھے اور عبداللہ بن عمرؓ اور ابو سعید خدریؓ تمام اجناس سے ایک صاع دینے کے قائل تھے اس اختلاف کی وجہ یہ ہے کہ عہد نبوی میں مدینہ میں گیہوں تقریباً تھی ہی نہیں اور جب فتوحات اسلامی کا سلسلہ وسیع ہوا اور گیہوں مختلف مقامات سے آنے لگے یا صحابہ کا ایسے مقامات میں گذر ہوا جہاں گیہوں ہوتی تھی لیکن اور اجناس کے مقابلہ میں گراں تھی تو صحابہ نے گیہوں کو گراں سمجھکر قیمت کا خیال کر کے نصف صاع کافی سمجھا اس سے معلوم ہوا کہ جو صحابہ گیہوں سے نصف صاع کے قائل تھے انھوں نے قیمت کا لحاظ کیا اور حضرت ابن عمرؓ وابو سعیدؓ خدری نے قیمت کا لحاظ نہیں کیا بلکہ صاع کی مقدار کا لحاظ کر کے بلا فرق وامتیاز ہر جنس سے ایک صاع ضروری سمجھا۔ وبہ قال مالک والشافعی واحمد واسحاق وھوالاحوط عند شیخنا۔ ہندوستان میں گیہوں کھجور سے سستی ہے پس ہر شخص کو گیہوں سے بھی ایک صاع دینا چاہیئے۔ ہاں اگر کسی کو ایک صاع دینے پر قدرت نہیں ہے تو نصف صاع دیدے۔

صدقہ فطر میں کیا قیمت یعنی نقد پیسہ دینا جائز ہے

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صدقہ فطر کو طعمۃ للمساکین (مساکین کی خوراک) فرمایا ہے اور ارشاد ہے اغنوھم فی ھذا الیوم (ان کو آج کے دن سوال سے بے نیاز کردو) دار قطنی اور فرمایا الدین النصیحۃ۔ ان ہر سہ نصوص سے معلوم ہوتا ہے کہ فقراء مساکین کو غلہ کی بجائے اس کی نقد قیمت دینی جائز ہے کہ اس سے ان کی مختلف ضرورتیں آسانی سے پوری ہو سکتی ہیں۔ بے نیازی اور ان کی خیر خواہی نقد قیمت سے اچھی طرح ہوگی پس اگر کوئی شخص کسی مقام میں فقراء مساکین کی ضرورت کا

لحاظ کرکے غلہ کے بجائے نقد پیسے دیدے تو جائز ہے صدقہ فطر ادا ہو جائیگا یہ درایت ہے ورنہ حدیث میں تو غلے ہی کا حکم ہے۔

عید الفطر

عید الفطر کی رات شرف اور بزرگی کی رات ہے اس بارے میں کئی صحابہ سے روایتیں آئی ہیں جن کو حافظ عبد العظیم منذری نے اپنی ترغیب میں ذکر کیا ہے۔ عید الفطر کے دن روزہ رکھنا حرام ہے یہانتک کہ اگر کسی نے عید کے دن روزہ رکھنے کی نذر مانی تو وہ منعقد نہیں ہوگی۔

عن ابی سعید الخدری نهی رسول الله صلی الله علیه وسلم عن صوم یوم الفطر والنحر (صحیحین) عن عائشة مرفوعا من نذر ان یعصیه فلا یعصه (بخاری) عن عمران بن حصین مرفوعا لا وفاء لنذر فی معصیة (مسلم)

زوال شمس کے بعد عید کا چاند دیکھنے کی شہادت

اگر مطلع ابر آلود ہونیکی وجہ سے چاند نہیں دیکھا گیا اور نہ کسی جگہ سے وقت پر شہادت پہنچی اور دن میں روزہ رکھ لیا تو زوال سے پہلے اگر معتبر شہادت ملجائے تو روزہ افطار کر دینا چاہیئے اور اسی دن عید کی نماز پڑھ لینی چاہیئے اور اگر آفتاب ڈھلنے کے بعد چاند دیکھنے کی شہادت پہنچے تو روزہ اسی وقت افطار کر دیا جائے لیکن عید کی نماز دوسرے دن پڑھی جائے۔

ابو عمیر انصاری اپنے کئی صحابی چچاؤں سے روایت کرتے ہیں۔ عن علینا هلال شوال فاصبحنا صیاما فجاء رکب من اخر النهار فشهدوا عند رسول الله صلی الله علیه وسلم انهم رأوا الهلال بالامس فامر الناس ان یفطروا من یومهم وان یخرجوا لعیدهم من الغد (ابوداؤد ونسائی وغیرہ) ابر کی وجہ سے شوال کا چاند نظر نہیں آیا اس لئے ہم نے روزہ کی حالت میں صبح کی آخر دن میں چند سوار آئے اور آنحضورؐ کے سامنے شہادت دی کہ ہم نے چاند شام کو دیکھ لیا تھا آپ نے لوگوں کو افطار کا حکم دیدیا اور فرمایا کہ کل عید کی نماز کے لئے عیدگاہ میں چلنا ہوگا۔

عید الفطر کے دن یہ امور مسنون ہیں

(۱) غسل کرنا۔ حضرت عبد اللہ بن عمر عیدگاہ میں جانے سے پہلے غسل کر لیا کرتے تھے (موطا مالک) ابن ماجہ عبد اللہ بن احمد بزار نے ابو رافع ابن عباس وغیرہ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عید کے دن غسل کرنے کی حدیثیں روایت کی ہیں لکن کلها ضعیف کما صرح به الحافظ فی الدرایة۔

(۲) عمدہ سے عمدہ کپڑے پہننا۔ حضرت عبد اللہ عمرؓ عیدین میں بہترین کپڑے پہنتے تھے (فتح الباری بحوالہ بیہقی وابن ابی الدنیا۔

بہترین خوشبو استعمال کرنا قال الامیر الیمانی فی سبل السلام یندب لبس احسن الثیاب والتطیب باجود الاطیاب فی یوم العید لما اخرجه الحاکم من حدیث الحسن السبط قال امرنا رسول الله صلی الله علیه وسلم فی العیدین ان نلبس اجود ما نجد وان نتطیب باجود ما نجد ۔

(۴) بلند آواز سے عید گاہ جاتے ہوئے تکبیر پکارنا۔ عن ابن عمر انه کان اذا غدی یوم الفطر ویوم الاضحی یجهر بالتکبیر حتی یاتی المصلی ثم یکبر حتی یاتی الامام (دار قطنی بیہقی) حضرت علی رضی اللہ عنہ بھی عید گاہ جاتے ہوئے تکبیر پکارتے تھے (دار قطنی) ایک حدیث میں ہے عیدین کو تکبیر کے ذریعہ زینت دو (طبرانی باسناد ضعیف) وَلِتُكَبِّرُوا اللّٰهَ عَلٰى مَا هَدٰىكُمْ ۔ تاکہ اللہ کی بڑائی بیان کرو اس کی ہدایت پر۔ اس آیت سے علماء نے تکبیر مذکور پر استدلال کیا ہے۔ تکبیر کے الفاظ یہ ہیں۔ اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ ۔

(۵) عیدگاہ میں پیدل جانا عن علی قال من السنة ان تخرج الی العید ماشیا وان تاکل شیئا قبل ان تخرج اخرجه الترمذی وفی الباب احادیث اخری ضعیفة لکنها یعتضد بعضها ببعض ۔

(۶) ایک راستہ سے جانا اور دوسرے راستہ سے واپس آنا۔ کان رسول الله صلی الله علیه وسلم اذا خرج یوم العید فی طریق رجع فی غیره (ترمذی احمد ابن حبان وغیرہم) وفی الباب احادیث اخری ذکرها الشوکانی فی النیل۔ راستہ بدلنے کی بیس سے زیادہ حکمتیں بیان کی گئی ہیں ظاہری حکمت اسلام کی قوت اور شوکت کا اظہار ہے۔

(۷) طاق کھجوریں یا چھوہارے کھا کر عیدگاہ جانا اگر یہ نہ ہو تو کوئی میٹھی چیز کھالے حضرت انس فرماتے ہیں کان رسول الله صلی الله علیه وسلم لا یغدو یوم الفطر حتی یاکل تمرات ویاکلهن وترا (بخاری) یعنی آنحضرت عید الفطر کی صبح کو بغیر طاق کھجوریں کھائے ہوئے عیدگاہ نہیں تشریف لیجاتے تھے۔

عورتوں کا عیدین کی نماز کیلئے عیدگاہ جانا

عورتوں کا عیدگاہ میں عید کی نماز کیلئے جانا سنت ہے شادی شدہ ہو یا غیر شادی شدہ جوان ہوں یا ادھیڑ یا بوڑھی۔ عن ام عطیة ان رسول الله صلی الله علیه وسلم کان یخرج الابکار والعواتق وذوات الخدور والحیض فی العیدین فاما الحیض فیعتزلن المصلی ویشهدن دعوة المسلمین قالت احدهن یا رسول الله ان لم یکن لها جلباب قال فلتعرها اختها من جلبابها (صحیحین وغیرہ) آنحضرت عیدین میں دوشیزہ جوان کنواری حیض والی عورتوں کو عیدگاہ جانے کا حکم دیتے تھے حیض والی عورتیں جائے نماز سے الگ رہتیں اور مسلمانوں کی دعا میں شریک رہتیں ایک عورت نے عرض کیا اگر کسی عورت کے پاس چادر نہ ہو تو آپ نے فرمایا اس کی مسلمان بہن اپنی چادر میں لیجائے۔

جو لوگ کراہت کے قائل ہیں یا جوان اور بوڑھی کے درمیان فرق کرتے ہیں درحقیقت وہ صحیح صریح حدیث کو اپنی فاسد اور باطل رایوں سے رد کرتے ہیں حافظ نے فتح الباری میں اور ابن حزم نے اپنی محلی میں بالتفصیل مخالفین کے جوابات ذکر کئے ہیں۔ ہاں عورتوں کو عیدگاہ میں سخت پردہ کے ساتھ بغیر کسی قسم کی خوشبو لگائے اور بغیر بجنے والے زیوروں اور زینت کے لباس کے جانا چاہئے تاکہ فتنہ کا باعث نہ بنیں۔ قال شیخنا فی شرح الترمذی لا دلیل علی منع الخروج الی العید للشواب مع الامن من المفاسد مما احدث فی ھذا الزمان بل ھو مشروع لھن وھو القول الراجح انتھی۔

عید کی نماز صحرا یعنی کھلے ہوئے میدان میں پڑھنی چاہئے

عید کی نماز قصبہ یا شہر یا گاؤں سے باہر صحرا یعنی کھلے ہوئے میدان میں ادا کرنی سنت ہے اور بغیر عذر کے مسجد میں یا پختہ چبوترہ پر یا چار دیواری گھیر کر مسجد کی صورت بنا کر احاطہ میں ادا کرنا خلاف سنت ہے۔ آنحضورؐ کا مصلی (عیدگاہ) صحرا میں تھا جس کو جبانہ کہتے ہیں آپ نے صرف ایک دفعہ بارش کے عذر کی وجہ سے مسجد نبوی میں عید کی نماز پڑھی تھی اور مسجد نبوی کے اشرف مواضع اور افضل بقاع ہونے بلکہ اس کے بعض حصہ کے روضۃ من ریاض الجنۃ ہونے کے باوجود بغیر عذر کبھی اس میں نماز عید نہیں ادا فرمائی

عید کی نماز

عید کی نماز سنت موکدہ ہے آپ نے کبھی اس نماز کو ترک نہیں فرمایا۔ جب آفتاب طلوع ہو کر روشنی پھیل جائے تو عید کی نماز کا اول وقت ہو گیا یعنی اشراق کا وقت عید کی نماز کا اول وقت ہے اور قبل زوال شمس تک اس کا وقت باقی رہتا ہے۔

نماز عید کیلئے اذان ہے نہ اقامت عن جابر بن سمرۃ قال صلیت مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم العید بن غیر مرۃ ولا مرتین بغیر اذان ولا اقامۃ (مسلم) نماز سے پہلے یا بعد میں عیدگاہ میں سنت یا نفل پڑھنے کا ثبوت نہیں ہے اسی طرح نماز سے پہلے خطبہ اور وعظ کا بھی ثبوت نہیں ہے اور نہ ہی عیدگاہ میں منبر لیجانے کا ثبوت ہے نماز سے پہلے خطبہ اور وعظ کہنا اور عیدگاہ میں منبر لیجانا بدعت ہے۔

عید کی نماز کا طریقہ

دل میں نیت کر کے دونوں ہاتھوں کو کانوں تک اٹھا کر تکبیر تحریمہ (اللہ اکبر) کہے پھر ہاتھوں کو سینے پر باندھ لے پھر سات مرتبہ اللہ اکبر کہے پھر سبحانک اللھم یا اللھم باعد بینی پوری پڑھے پھر سورۃ فاتحہ پڑھے اور امام اس کے بعد سورۂ اعلیٰ یا سورۂ ق پڑھے پھر اللہ اکبر پکار کر رکوع میں جائے اور حسب دستور رکوع اور سجدوں سے فارغ ہو کر تکبیر پکارتا ہوا سیدھا کھڑا ہو جائے پھر پانچ مرتبہ اللہ اکبر کہے پھر سورۂ فاتحہ پڑھے اور امام اس کے بعد سورۂ غاشیہ یا سورۂ قمر پڑھے پھر اللہ اکبر

جھکر رکوع میں جائے اور حسب دستور رکوع سجدہ اور قعدہ کر کے سلام پھیر دے۔

معلوم ہوا کہ عید کی نماز دو رکعت ہے اور اس کی پہلی رکعت میں تکبیر تحریمہ کے علاوہ قرات فاتحہ سے پہلے سات تکبیریں کہی جائیں گی اور دوسری رکعت میں تکبیر قیام کے علاوہ قرات سے پہلے پانچ تکبیریں کہی جائیں گی ھذا ھوالحق کما بینہ شیخنا فی شرح الترمذی وفی رسالتہ القول السدید اور تکبیر زوائد کے ساتھ رفع الیدین کا ثبوت کسی مرفوع صحیح حدیث سے نہیں ہے ہاں حضرت عبداللہ بن عمرؓ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما تکبیر زوائد کے ساتھ رفعیدین کرتے تھے پس اگر کوئی ان کی اتباع میں رفعیدین کرے تو کر سکتا ہے۔

دفتر رسالہ محدث دہلی رجسٹرڈ ایل نمبر ۳۲۴

خریداری چٹ نمبر ۵۶۳

بخدمت جناب مولوی سید رفیع الدین احمد صاحب

سوہدرہ ضلع گوجرانوالہ (پنجاب)

عید کا خطبہ

عید کی نماز کے بعد خطبہ اور وعظ کہنا سنت ہے مردوں کے بعد عورتوں کے مجمع کے پاس پردہ سے باہر کھڑا ہو کر ان کو بھی وعظ و نصیحت کرے اور صدقہ و خیرات پر برانگیختہ کرے بعض اللہ کے نزدیک عید کا خطبہ سننا ضروری ہے سنت کے مطابق خطبہ سنکر واپس ہونا چاہئے امام کو چاہیے کہ سامعین کی زبان میں صدقہ و خیرات اتفاق و اتحاد و اخلاص وغیرہ پر برانگیختہ کرنیکے علاوہ اہم اور ضروری وقتی مسائل اور ضروریات پر خطبہ سنائے۔

شش عیدی روزے

رمضان کے روزے پورے کرنے بعد عید کے متصل ہی یا دو چار روز کے بعد شوال ہی کے مہینہ میں پے در پے یا ناغہ کر کے چھ روزے رکھنے سے سال بھر کے روزوں کا ثواب ملتا ہے۔ عن ابی ایوب عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال من صام رمضان ثم اتبعہ ستا من شوال فذلک صیام الدھر (مسلم وغیرہ) سال بھر کے روزوں کا ثواب ملنے کی وجہ یہ ہے کہ قانون الٰہی من جاء بالحسنۃ فلہ عشر امثالھا کے مطابق ایک نیکی کا ثواب دس نیکی کے برابر ملتا ہے تو رمضان کے تیس روزوں کا ثواب تین سو دن کا ثواب ہوگا۔ گویا تیس روزے قائم مقام دس مہینے کے روزوں کے ہوئے اور تیس روزے رکھنے سے دس مہینے کے روزوں کا ثواب ملا اسی قانون الٰہی کے مطابق شش عیدی روزے ساٹھ روزوں کے قائم مقام ہوئے اور چھ روزوں سے دو مہینہ کے روزوں کا ثواب ملا معلوم ہوا کہ رمضان اور شش عیدی روزوں سے سال بھر کے روزوں کا ثواب ملجاتا ہے۔ پس مسلمانو! اس اجر عظیم کو حاصل کرنے کیلئے رمضان کے بعد یہ چھ روزے رکھنے کی پوری کوشش اور سعی کرو۔ اگرچہ امام ابو حنیفہؒ اور امام مالکؒ کے نزدیک شش عیدی روزے مکروہ ہیں مگر عام متاخرین حنفیہ کے نزدیک مکروہ نہیں ہیں اور ان روزوں کے رکھنے میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ (عالمگیری)

جناب شیخ عطاء الرحمن صاحب پروپرائٹر و پبلشر نے جید برقی پریس دہلی میں چھپوا کر دفتر رسالہ محدث دار الحدیث رحمانیہ دہلی سے شائع کیا۔